بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خلافت نمبر

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

شرح چندہ

سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۴ "
سہ ماہی ۸ "
ماہوار ۳ "
خطبہ نمبر ۶ "
فی پرچہ ۱۲ "

شرح چندہ

سمندری ڈاک ۲۷ روپے
بیرونی اسلامی ممالک } ۳۰ "
ہوائی ڈاک انگلینڈ وغیرہ } ۲۰۲

تار کا پتہ :- ڈیلی الفضل

جلد ۵۶/۲۱ ۲۴ ہجرت ۱۳۴۶ ہش ۱۳ صفر ۱۳۸۷ھ ۲۴ مئی ۱۹۶۷ء نمبر ۱۱۱

قدرتِ ثانیہ کا دائمی وعدہ

جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت احمدیہ کے خدائی وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے ۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں ۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا ۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے ۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے ۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے ۔"

(الوصیۃ صفحہ ۹ و ۱۰)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
خلافت نمبر ۱۹۶۷ء

خلافت المسیح الموعود علیہ السلام

رسالہ "الوصیت" میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وفات کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔" (الوصیت ص۶)

ان الفاظ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر پیشگوئی کی ہے کہ آپ کی زندگی کے بعد بھی جماعت پر آفتیں آئیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت بھی سلسلہ کی مدد کو آئے گا۔ اور جس طرح وہ آپ کی زندگی میں آفتوں کو دور کر کے جماعت کو ترقی دیتا رہا ہے۔ آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے گا۔

اس سے آگے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی" (ایضاً ص۶)

یہ الفاظ دراصل اسی بات کی عملی تشریح ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انبیاء علیہم السلام کی مدد کرتا ہے۔ آگے آپ نے اس کام کی تشریح فرمائی ہے جو انبیاء علیہم السلام سرانجام دیتے ہیں یعنی

"خدا کی حجت دنیا پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔"

آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی کس طرح مدد کرتا ہے پھر آپ نے بتایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام "راستبازی" دنیا میں پھیلانے کے لئے کہاں تک ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔" (ایضاً ص۶)

اس کے بعد آپ انبیاء کی وفات پر مخالفین کی خوشیوں اور استہزا اور توقعات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ راستبازی قائم کرنے کے لئے اول تو انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ سے تخم ریزی کرتا ہے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام بشر ہوتے ہیں۔ وہ اپنا زمانہ زندگی پورا کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری قدرت جاری کرتا ہے۔ گویا انبیاء علیہم السلام پہلی قدرت ہوتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد دوسری قدرت میدان عمل میں آتی ہے۔ جو امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کام کی جس کی تخم ریزی انبیاء علیہم السلام کر جاتے ہیں درجہ بدرجہ تکمیل کرتے ہیں۔ اس عموم کے بعد آپ فرماتے ہیں:

"جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔" (ایضاً ص۷)

اس سے واضح ہے کہ دوسری قدرت سے مراد خلافت ہے۔ آگے اپنے تعلق میں آپ فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔" (ایضاً ص۹)

اس اقتباس کو غور سے پڑھیئے۔ اس سے واضح ہے کہ حضور علیہ السلام نے رسالہ الوصیۃ میں آپ کے بعد قیام "خلافت المسیح الموعود" کی زبردست پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس آخری اقتباس سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) دوسری قدرت سے مراد خلافت المسیح الموعود ہے۔

(۲) یہ دوسری قدرت آپ کی وفات کے بعد ظہور کرے گی۔ جب تک آپ زندہ ہیں یہ قدرت ظاہر نہیں ہوگی۔

(۳) یہ قدرت دائمی ہوگی یعنی قیامت تک رہے گی۔

(۴) اس دوسری قدرت کے مظہر دوسرے "وجود" ہوں گے یعنی خلافت شخصی ہوگی۔

(۵) جب تک یہ دوسری قدرت ظاہر نہ ہو "قدرت ثانی" کے انتظار میں جماعت اکٹھے ہو کر دعائیں کرے۔

(۶) دوسری قدرت آسمان سے نازل ہوگی۔

(۷) قدرت اول اور قدرت ثانی ایک وقت میں جمع نہیں ہوں گی بلکہ قدرت اول جا کر قدرت ثانی کو بھیجے گی۔

ان باتوں پر غور کرنے پر وہ تمام شکوک اور توہمات دور ہو جاتے ہیں جو خلافت المسیح الموعود کے ضمن میں پیدا کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الوصیت والی پیشگوئی دربارہ خلافت المسیح الموعود بڑی شان اور شوکت سے پوری ہو گئی ہے۔ ابھی حضور علیہ السلام کا جنازہ بھی ابھی دفن نہیں ہوا تھا۔ کہ خلیفۃ المسیح الاولؓ کا انتخاب ہو گیا۔ آپ کے بعد خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلیفہ ہوئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا دور ہے۔ ایسی ضمنی باتوں کا ذکر صحیح نہیں ہے جو حضور علیہ السلام نے تبادل طور پر مشروط کی تھیں۔ آپ آمدہم برخاست

نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب

پیشگوئی یہ کی مسیحا نے
ٹوٹ جائیں گے سب صنم خانے

ابن مریم کو اور مریم کو
کوئی ہوگا نہ جو خدا مانے

ہیرو ہیٹو۔ کرشن اور جی سس
سب خدائی سے ہونگے بیگانے

قل ھو اللہ احد پکاریں گے
مشرقی اور مغربی بیانے

ہے خلافت نظام حق تنویر
ورنہ باقی ہیں صرف افسانے

تنویر

ربوہ کے چار مشہور تحفے!

نورکاجل

آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور صفائی کیلئے

قیمت دس آنہ - سوا روپیہ

سرمہ خورشید

آنکھوں کیلئے نہایت مفید اور عجیب روزگار سرمہ

قیمت ۷۵ پیسے -

نور منجن

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کے لئے بہترین منجن

قیمت ایک روپیہ -

اکسیر معدہ!

بدہضمی، اپھارہ، پیٹ درد نفخ وغیرہ کیلئے مفید اور لذیذ پھکی

قیمت دس آنہ سوا روپیہ - اڑھائی روپیہ،

ملنے کا پتہ: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مفید اور بابرکت نسخہ جات

ہمارے ہاں پورے اجزا اور صحیح اوزان سے تیار کئے جاتے ہیں

احباب اپنی

طبّی ضروریات کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

مفت لٹریچر

ہمارے پاس مفت اشاعت کے لئے مندرجہ ذیل لٹریچر موجود ہے اس میں سے جماعتوں کو جس کی ضرورت ہو طلب فرمائیں

۱- جماعت احمدیہ کے عقائد۔
۲- احمدیت کا پیغام
۳- ہماری تعلیم
۴- حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ سے برضا و رغبت بیعت۔
۵- پولوس موجودہ عیسائیت کا بانی
۶- موازنہ کیجئے۔
۷- اچھی ماں
۸- نجات از روئے اسلام اور عیسائیت
۹- امام مہدی کا ظہور
۱۰- جماعت احمدیہ کے متعلق بعض سوالات کے جوابات
۱۱- کیا موجودہ اناجیل الہامی ہیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

جملہ حصہ داران سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ متوجہ ہوں!

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کا کلیم مالیتی -/۱۱۸۲۴ روپیہ وصول ہو چکا ہے جس کی تقسیم وغیرہ کے بارہ میں ہوزری مذکورہ کے حصہ داران کے عام اجلاس میں فیصلہ کیا جانا مطلوب ہے۔ لہٰذا جملہ حصہ داران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بتاریخ ۲۵ رجون ۱۹۶۷ء بروز اتوار بوقت گیارہ بجے صبح دفتر ناظم جائداد (سیکرٹری) میں تشریف لاکر اور شامل اجلاس ہو کر شکرگزار فرمائیں۔

(صلاح الدین احمد ناظم جائداد و سیکرٹری سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ - ربوہ)

درخواست دعا! میرے بچے اکثر بیمار رہتے ہیں جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے (محمد شفیع لاہوری چھاؤنی)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرماویں۔

سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروز پور روڈ لاہور

قابل اعتماد سروس

سرگودھا سے سیالکوٹ

عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی

کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں (مینجر)

راولپنڈی کے احباب کو

اب بازار جانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ آپ کی سہولت کیلئے مسجد احمدیہ کے قریب ہی سستے کپڑے کی دکان کھولی گئی ہے ہر قسم کا کپڑا بازار سے بارعایت خرید فرماویں۔

بشیر کلاتھ ہاؤس نزد مسجد نور احمدیہ

ظفر الحق روڈ صدر راولپنڈی

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق

روزنامہ الفضل ربوہ

مینجر

سے خط و کتابت کیا کریں،

احباب ہمیشہ قابل اعتماد سروس

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں (مینجر)

خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم کا ذکر خیر

(مکرم محمد صادق صاحب فاروقی قصور)

خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قصور کینسر جیسی مہلک بیماری میں عرصہ سے مبتلا تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ چلتے پھرتے اپنا کام کرتے تھے۔ اور تندرست معلوم ہوتے تھے۔ اچانک انہیں اس بیماری کا دورہ پڑا۔ اول قصور میں علاج ہوتا رہا بعد میں میو ہسپتال لاہور میں داخل کرائے گئے جہاں پر چند دن زیر علاج رہ کر مورخہ ۲ رجون کو ہسپتال میں ہی اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صحابی اور موصی تھے اسی دن جنازہ بذریعہ ایمبولینس کار ربوہ پہنچایا گیا اور بعد نماز عشاء نماز جنازہ محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے پڑھائی اور مرحوم کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کی پیدائش ۱۸۹۹ء میں بمقام بھیرہ بتائی جاتی ہے اس لحاظ سے ان کی عمر ۶۸ سال تھی۔ آپ کی عمر ابھی ۱۲/۱۳ سال کی تھی کہ حضرت مولوی فضل الدین صاحب مرحوم آپ کو قادیان لے گئے اور اسکول میں داخل کروا دیا جہاں انہوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور زمانہ طالب علمی ہی ۱۹۰۵ء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ بچپن میں جب کوئی مہمان حضور علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کرنے لگتے تو ہم بھی اپنے ہاتھ رکھ دیتے۔ مرحوم کے عزیز اکبر شیخ محمد اسلم صاحب نے بتلایا کہ والد صاحب مرحوم بتلایا کرتے تھے کہ مجھے حضور علیہ السلام کی گود میں بیٹھنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے فیروزپور میں (مرحوم) کو بطور کلرک ملازم کرا دیا آپ اکونٹس برانچ میں تھے بہت دیانتدار اور محنتی تھے ۱۹۵۷ء میں اکونٹس آفیسر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے آپ کی پہلی بیوی حضرت مولوی عبدالقادر مرحوم کی دختر تھیں جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں تینوں لڑکے اور لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے پہلی بیوی کی وفات کے بعد حضرت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم نے اپنی دوسری لڑکی کا نکاح بھی ان سے کر دیا جس میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ابھی چھوٹی عمر کے زیر تعلیم ہیں۔ مرحوم نہایت سادہ طبیعت حلیم طبع ملنسار اور قرآن پاک سے والہانہ محبت رکھنے والے تھے اور احمدیہ لٹریچر پڑھا۔

اکسیر نزلہ پرانے نزلہ کیلئے مفید و مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس ایک ماہ بمعہ محصول ڈاک بیس روپے۔ **دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ**

خاص تعلق رکھتے تھے۔ نمازوں کو حتی الامکان باجماعت ادا کرتے تھے حسن خلق کرکے بڑے خوش ہوتے تھے۔ اہل محلہ کا سودا سلف بھی خود لا دیتے تھے ہر جماعتی کام میں حصہ لیتے اور انکو بڑی ذمہ داری اور کوشش سے نبھاتے۔ جماعت کے دوستوں اور بزرگوں سے درخواست ہے کہ ان کی بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور جماعت احمدیہ قصور کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد صادق فاروقی قصور)

انجنیئرنگ یونیورسٹی کے کانووکیشن میں دس احمدی طلباء نے اسناد حاصل کیں

طاہر احمد ملک نے چھ گولڈ میڈل اور ایک انعام حاصل کر کے نیا ریکارڈ قائم کر دکھایا

کریم احمد طاہر اور ظفر احمد نے علی الترتیب مائننگ اور مکینیکل انجنیئرنگ میں ایک ایک طلائی تمغہ حاصل کیا

لاہور (بذریعہ تار) انجنیئرنگ یونیورسٹی کا کانووکیشن (جلسہ تقسیم اسناد) مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں یونیورسٹی کے چانسلر جناب محمد موسیٰ گورنر مغربی پاکستان نے فارغ التحصیل طلباء کو اسناد عطا فرمائیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈگریاں حاصل کرنے والوں میں دس احمدی طلباء بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دس احمدی طلباء میں سے طاہر احمد ملک نے چھ گولڈ میڈل اور ایک انعام حاصل کر کے یونیورسٹی میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ وہ سول انجنیئرنگ میں اول قرار پائے اور ایک مضمون میں انہوں نے خصوصی امتیاز حاصل کیا اسی طرح کریم احمد طاہر ابن مکرم بدکشن دین صاحب نے مائننگ انجنیئرنگ کے آخری امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی اور بفضل اللہ تعالیٰ طلائی تمغہ کے حقدار قرار پائے۔

مزید براں ظفر احمد تابود کو بھی مکینیکل انجنیئرنگ میں طلائی تمغہ عطا کیا گیا۔ انہوں نے ایک مضمون میں خصوصی امتیاز حاصل کیا۔

انجنیئرنگ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل احمدی طلباء نے مندرجہ بالا خوشکن اطلاع ارسال کرتے ہوئے خدائے رحمٰن و رحیم کے اس خاص فضل و احسان پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے جملہ احباب جماعت سے درخواست کی ہے کہ وہ دعا کریں کہ مولا کریم کامیاب ہونے والے جملہ طلباء کو ان کی یہ کامیابی مبارک کرے اسے مزید دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ اور انہیں دین اسلام اور ملک و ملت کی بیش از پیش خدمات کی توفیق سے نوازے۔ آمین اللھم آمین۔

درخواستِ دعا!

میرے بہنوئی مکرم چوہدری کرامت اللہ صاحب (کرامت ولا ۔ محمد علی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی) کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی حالت اب زیادہ خراب ہے۔ غذا نہیں کھا سکتے اور ہوش میں بھی نہیں ہیں۔ بغرض علاج ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔ بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(خاکسار ملک بشارت احمد ربوہ)

ضروری اعلان

جملہ خریدار اور ایجنٹ صاحبان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۳ مئی کو الفضل شائع نہیں ہوگا تاہم دفتر مینجر الفضل بدستور کھلا رہیگا نیز ۲۴/۵/۶۷ کا پرچہ "خلافت نمبر" ہوگا۔

(مینجر روزنامہ الفضل)

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۴ مئی تا ۲۰ مئی ۱۹۶۷ء

۱۔ اس ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔

۲۔ مورخہ ۱۹ مئی کو حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے ۲۳ عظیم الشان مقاصد کے سلسلہ میں ہی ارشاد فرمایا۔ حضور نے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ رکوع ۱۵) کی تفسیر بیان کر کے آٹھویں، نویں اور دسویں مقصد کو واضح فرمایا اور بتایا کہ یہ مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کس عظیم الشان طریق پر پورے ہوئے۔

۳۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ٹانگ پر زخمی ہوئی غدود کے آپریشن کے بعد مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء کو لاہور سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ زخم والی ٹانگ میں ابھی کھچاؤ کافی ہے جس سے چلنے میں درد ہوتی ہے نیز پرانی بیچش کی وجہ سے جگر متورم ہونے کے باعث حرارت اب بھی ہو جاتی ہے کمزوری کافی ہے تاہم رفتہ رفتہ فرق پڑ رہا ہے۔ احباب جماعت آپ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

۴۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت مخلص رفیق کار حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مورخہ ۱۵ اور ۱۶ مئی ۱۹۶۷ء کی درمیانی شب ڈیڑھ بجے کے قریب بعمر ۸۷ سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۶ مئی کو ۶½ بجے شام بہشتی مقبرہ کے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں مقامی احباب اور بیرون جات سے آئے ہوئے احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم کے جسد خاکی کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے دعا کرائی۔ احباب جماعت بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

۵۔ مورخہ ۱۳ مئی کو بعد نماز عصر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام منعقدہ تربیتی کلاس کے اختتام پر "ایوان محمود" میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ازراہ شفقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم محمد شفیق صاحب قیصر ناظم تربیتی کلاس نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے کلاس کی کارگزاری کا جائزہ لینے کے لئے مختلف خدام کو سٹیج پر بلایا۔ اور ان سے تقاریر کرنے یا بعض اسباق دہرانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ خدام نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اس کے بعد حضور نے نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کو اپنے دست مبارک سے انعامات عطا فرمائے۔ اور جملہ خدام و کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔ آخر میں حضور نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔

اسرائیل عرب جمہوریہ کے مقابلہ پر اپنی تین ڈویژن فوج سرحد پر لے آیا

متحدہ عرب جمہوریہ نے تمام دوست ملکوں کو صورت حال سے آگاہ کر دیا

قاہرہ ۲۰ مئی۔ متحدہ عرب جمہوریہ اور اسرائیل کی سرحد پر صورت حال اور زیادہ تشویشناک ہو گئی ہے عرب جمہوریہ کی فوجی نقل و حرکت کا مقابلہ کرنے کے لئے اسرائیل بھی اپنی تین ڈویژن فوج سرحد پر لے آیا ہے اور اقوام متحدہ کی امن کی فوج کی واپسی کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان کسی وقت بھی خونریز جنگ شروع ہو سکتی ہے۔

مشرق وسطیٰ کی صورت حال سے دنیا کے تمام اہم ممالک میں سفارتی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں۔ اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان فوجی تصادم نہ ہو ادھر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان نے صدر ناصر کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے کہ غازہ کے علاقے سے اقوام متحدہ کی امن فوج واپس بلا لی جائے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت

محترم شیخ مبارک احمد صاحب

اسلام میں خلافت کی اہمیت

اسلام نے خلافت کے مقام اور اس کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم سے اور حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ کرام کے اقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ خلافت کو رسالت کے بعد لوگوں کے لئے بطور میزان قرار دیا گیا ہے اور خلافت کے احکام کی فرمانبرداری اور خلیفہ وقت کے ارشادات کو پوری عقیدت کے ساتھ عملی جامہ پہنانے کے متعلق تاکیدی ہدایات دی گئیں۔ جن لوگوں نے خلافتِ راشدہ کے دَور کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ خلافت کی قدر و عظمت اور اس کا احترام کس قدر ضروری ہے اور اسلام کی عظمت اور تقویت کو اس سے کس قدر فروغ حاصل ہوا۔ جونہی مقامِ خلافت کا احترام جاتا رہا اور خلافت کی اہمیت کا احساس مفقود ہوا اسلام کو کن کن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کی اجتماعیت اور ان کی قوت و سطوت پر فتنوں کی کس قدر بوچھاڑ ہوئی اور ان کے جاہ و جلال۔ رفاہیت اور روحانیت کو کس قدر نقصان پہنچا۔ یہ ایک لمبی اور دردناک داستان ہے۔ کوئی دردمند مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے تکلیف دہ حالات کا پھر اعادہ ہو اور امتِ مسلمہ اور مومنین کا گروہ ان مصائب کا پھر شکار ہو۔ لا یلدغ المومن من جحر واحدٍ مرّتین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہایت قیمتی اور افادیت سے لبریز ارشاد ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ کے افراد سابقہ تاریخ سے سبق حاصل نہ کریں اور مومنین کا گروہ ماضی کے حالات سے عبرت حاصل نہ کرے تو یہ ایک بہت ہی افسوسناک کیفیت ہوگی۔ مومنوں کو ہمیشہ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ مومن دو بار نہیں ڈسا جاتا یاد رکھنا چاہیئے اور کبھی بھی اپنے آپ کو ایسے حالات میں مبتلا نہیں کرنا چاہیئے جس سے خلافت کی برکات سے وہ محروم ہو جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر خلافت سے سرکشی اور خلافت سے روگردانی کرنے والوں کو کھلے لفظوں میں یہ بات کہہ دی تھی کہ تمہاری ان حرکتوں کا یہ نتیجہ ہوگا کہ مسلمان پھر اکٹھے نہ ہو سکیں گے اور اجتماعیت کی برکت سے وہ محروم ہو جائیں گے۔ دوسری طرف حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت بھی دی تھی کہ امتِ محمدیہ پر ایک اور دَور آنے والا ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ امت کا پہلا دَور بہتر ہوگا یا آخری۔ حضور پُر نور کے اس فرمان سے تسلی کی کرن پھوٹ پھوٹ کر یہ بات الم نشرح کر رہی ہے کہ مسلمانوں نے اگر خلافت علیٰ منہاج نبوت کی نعمت کو دوبارہ حاصل کر لیا اور گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کر کے اس نعمت کو قائم و دائم رکھنے کے لئے ایمان اور عملِ صالح کی دولت سے اپنے آپ کو متمتع رکھا تو پھر وہ اجتماعیت کی ان برکتوں سے استفادہ کرنے لگیں گے جو خلافت سے ہی وابستہ ہیں۔

اب جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اور حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی بابرکت نعمت سے نوازا ہے۔ تو جماعت کے ہر فرد۔ مرد و عورت۔ بچّہ اور جوان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس نعمت کی قدردانی کے طور پر ان تمام باتوں کو لازمی طور پر اختیار کرے جو اس نعمت کے سایۂ عاطفت کو لمبا سے لمبا کرتی چلی جائیں اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہمیں یہ پورے طور پر احساس ہو جائے کہ مقامِ خلافت ایک خاص عظمت اور اہمیت کا مقام ہے اور خلافت کا نظام ایک نہایت ضروری نظام ہے۔

اہمیتِ خلافت حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ رسالت کا ظل ہونے کے باعث خلافت رسالت کے کمالات کی حامل ہوتی ہے۔ اور خلیفہ چونکہ رسول کا جانشین ہوتا ہے اور رسول دنیا کے تمام وجودوں سے چونکہ اشرف و اولیٰ ہوتا ہے اس لئے رسول کا ظلّ اور جانشین خلیفہ بھی ایک خاص حیثیت اور ادب و محبت اور اطاعت و عقیدت کا مستحق ہوتا ہے۔ حضورؑ نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھا ہے :۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۴-۵۵)

حضورؑ نے اس ارشاد میں خلافت کی ضرورت کو بیان فرما کر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ وہ برکات جو رسولوں سے وابستہ ہیں ان کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے خلافت کی ضرورت تھی۔ اور اگر خلافت کے سلسلہ کو قائم نہ کیا جاتا تو دنیا برکاتِ رسالت سے محروم ہو جاتی۔ ظاہر ہے کہ رسولوں کی برکات اور ان کے کمالات اور ان کے اعلےٰ اخلاق کی روشنی سے ہی تو دنیا کی زندگی ہے۔ اگر ان برکات اور کمالات اور اخلاق کو دنیا میں قائم رکھنے کی کوشش بند کر دی جائے جو خلافت کے ذریعہ سے کی گئی تو دنیا ایک مُردار کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہوتی۔

لفظ خلیفہ کی حقیقت

پھر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرتے ہوئے لفظ خلیفہ کی حقیقت بیان فرمائی اور لکھا کہ :۔

"خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبیؑ کریمؐ کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصّہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا۔ پھر ان کے بعد جو ان سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں۔ اگر مخالفت پر ہی مریں۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱-۴۲)

اطاعت کی اہمیت

جب ایک عام امیر کے متعلق حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من اطاع امیری فقد اطاعنی کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ تو یہ بات سمجھنا مشکل نہیں کہ وہ امیر المومنین جو خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول کا جانشین ہو اور خدا تعالےٰ نے اسے اولی الامر مقرر کیا ہو اور جو نبی اور رسول کی برکات اور تعلیمات کو پھیلانے کیلئے صبح و شام۔ دن و رات مصروف ہو ایسے امیر سے عدم تعلق کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور اس کی اطاعت اور فرماں برداری سے روگردانی کس طرح خدا یا رسول کو پسندیدہ ہوگی! اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ خلیفہ اور خلافت علیٰ منہاج نبوت خصوصی طور پر اپنے مقام اور اہمیت کے باعث اللہ تعالےٰ کی طرف سے قدرتِ ثانیہ کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور جس طرح قدرتِ اولیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا مومنوں اور مخلصوں کا شیوہ ہوتا ہے اسی طرح قدرتِ ثانیہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ملائکہ کا کام ہوتا ہے اور دلی وابستگی اور عقیدت کے ساتھ تعاون کرنا فرشتوں کی خصلت کا مظہر انسان

بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی وجہ سے خلافت کو قدرتِ ثانیہ کا نام دیا ہے تا کوئی شخص خلافت کی اہمیت اور اس مقام کی عظمت سے غفلت میں نہ رہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"دوستو! ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔"

(رسالہ الوصیت)

حضور علیہ السلام کی اس عبارت سے ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہے کہ جو اہم نظام دین کی تقویت کے لئے قائم ہوا ہے اور بعد میں بھی جس نظام کی وجہ سے روحانی ترقی اور امن وسلامتی اور مومنین کی جماعت کی مضبوطی ہوتی ہے وہ خلافت ہے جسے ان خصوصیات کی وجہ سے قدرتِ ثانیہ کے نام سے آپ نے موسوم فرمایا۔ حضور کا یہ فرمان اور اس کا ایک ایک لفظ خلافت کے مقام کی اہمیت کو پورے طور پر واضح کر رہا ہے۔ اور ان حقائق کی روشنی میں کوئی دردمند مسلمان اور مخلص انسان مقامِ خلافت کی عظمت اور اہمیت سے انکار کی گنجائش نہیں پاتا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور مسئلہ خلافت

مقامِ خلافت کی اس اہمیت اور عظمت کو دوسرے سمجھدار علماء نے بھی تسلیم کیا ہے اور بڑی صراحت سے جماعتی اور قومی اور ملی زندگی کے لئے اسے بطور دل کے قرار دیا ہے اور خلافت کے نظام کو بطور مرکز کے سمجھا ہے۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اپنے رسالہ مسئلہ خلافت میں بڑے مؤثر انداز میں مقام خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جس طرح شخصی واعتقادی اور عملی زندگی کے لئے مراکز قرار پائے ضرور تھا کہ جماعتی اور ملی زندگی کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا وہ مرکز بھی قرار دے دیا گیا۔ تمام امّت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا۔ اس کی معیّت۔ اس کی رفاقت، اس کی اطاعت۔ اس کی حرکت پر حرکت۔ اس کے سکون پر سکون اس کی طلب پر لبّیک۔ اس کی دعوت پر انفاق جان ومال ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اس قومی مرکز کا نام خلیفہ اور امام ہے۔ اور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا ہے۔ یعنی کتاب وسنّت کے مطابق اس کا حکم ہے ہر مسلمان پر اس کی اطاعت واعانت اسی طرح فرض ہے جس طرح خود اللہ اور اس کے رسول کی۔"

(مسئلہ خلافت صفحہ ۲۴-۲۵)

پھر مولانا ابوالکلام صاحب آیت اولی الامر منکم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"غرضیکہ اس آیتِ کریمہ میں قرآن کے اس قانونِ شریعت کا اعلان کیا ہے کہ خلیفہ وامام کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے اور اسی کا وجود نظامِ جماعت کا مرکز کا استدار ہے۔"

(صفحہ ۳۱ مسئلہ خلافت)

ہمارا فرض

پس اے جماعتِ احمدیہ! خدا اور اس کے رسولؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور بزرگانِ سلف کا طریق یہی ہے کہ خلافت کو بطور دل اور مرکز کے سمجھو۔ خلافت کو رسالت کا ظلّ اور جانشین گردانو۔ خلافت کو روحانی برکات اور رسالت کے کمالات کو قیامت تک جاری رکھنے کا اہم ذریعہ خیال کرو۔ خلافت کو قومی اور ملی اور جماعتی زندگی کا ایک اہم مرکز یقین کرو۔ خلافت کے مقام اور اس کی اہمیت کو خدا اور اس کے رسولؐ نے واضح کر دیا ہے اور دورِ اوّل کی مشکلات کو اور مصائب کے پیشِ نظر مسلمان علماء نے بھی اس حقیقت کا دل وجان سے اعتراف کر لیا ہے کہ خلافت کو جماعتی اور ملی زندگی کا ایک اہم مرکز سمجھے بغیر کوئی زندگی نہیں بلکہ جاہلیت کی تاریکی ہے اور اسلام کی کامل روشنی کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ خلافت کے ساتھ دلی وابستگی اور کامل اطاعت واعانت کا معاملہ رکھا جائے تا دین اور مومنین کی جماعت کو ہر طرف سے تقویت حاصل ہو۔

—٭—

خلوصِ دل سے دربارِ خلافت کو چلے آؤ

(مکرم عبد الحمید خانصاحب شوق لاہور)

امامِ دورِ حاضر کی زیارت کو چلے آؤ
حصولِ نورِ دل، انوارِ بصارت کو چلے آؤ

ذرا دیکھو تو آ کے جانشینِ حضرتِ مہدیؑ
خلوصِ دل سے دربارِ خلافت کو چلے آؤ

زمانے میں بہت سے رہزنِ ایمان بستے ہیں
عزیزو! اپنے ایماں کی حفاظت کو چلے آؤ

جو مانگو گے ملے گا سایۂ تختِ خلافت میں
دعاؤں کی فلک سے استجابت کو چلے آؤ

یہاں تقویٰ شعار و نیک دل انسان بستے ہیں
خدا کے پاک لوگوں کی رفاقت کو چلے آؤ

خوشا قسمت کہ پھر سے زندگی کا راز پایا ہے
حصولِ نیکی و یُمن وسعادت کو چلے آؤ

تہجد کی نمازِ باجماعت لطفِ یزداں ہے
اُٹھو! مسجد مبارک میں عبادت کو چلے آؤ

امامِ ناصرِ احمد نے پھر تم کو پکارا ہے
خدا کے دین کی مدد و اعانت کو چلے آؤ

یہ "وقفِ عارضی" علم وعمل کی زندگانی ہے
حصولِ کامرانی وسعادت کو چلے آؤ

بہر صورت بنی آدم کی خدمت فرضِ اوّل ہے
اٹھو لوگوں کی اصلاح واعانت کو چلے آؤ

جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہوگی
رہِ ایمان وعرفان وہدایت کو چلے آؤ

میانِ ارضِ ربوہ چشمۂ صافی اُبلتا ہے
اٹھو اے مومنو! اپنی طہارت کو چلے آؤ

کبھی گمراہ کو منزل کا رستہ مل نہیں سکتا
رہِ فطرت رہِ حق وصداقت کو چلے آؤ

عداوت اہلِ حق سے باعثِ غضبِ الٰہی ہے
اٹھو اہلِ صداقت کی حمایت کو چلے آؤ

یہاں جو شوق آئے دولتِ تسکین پاتا ہے
سکونِ دل، حصولِ استقامت کو چلے آؤ

خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں!

(از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے کہ جب وہ کسی قوم کو کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اس پر ذمہ داری بھی عاید فرماتا ہے۔ نعمت کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ اس کی قدر کی جائے اور شکر ادا کیا جائے۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے اسے پائیداری نصیب ہوتی ہے اور ناشکری سے نعمت کم ہوتی اور ضائع ہو جاتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

لئن شکرتم لازیدنکم

کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ انعامات سے نوازوں گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نبوت کو سب سے بڑا روحانی انعام قرار دیا ہے انبیاء علیہم السلام اپنی قوموں اور امتوں کے لئے اس انعام کے پانے کی دعائیں کرتے ہیں۔ نبی کی وفات کے بعد مومنوں کی جماعت کے لئے جو سب سے بڑا انعام مقدر ہوتا ہے وہ خلافت کا انعام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس انعام کا نیکوکار مومنین سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کی برکات کا ذکر فرمایا ہے اور مومنوں کو اس کی قدردانی کی طرف توجہ دلائی ہے آیت استخلاف کے آخری حصہ میں

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

کے الفاظ میں ناقدری کرنے والوں کے برے انجام کا تذکرہ ہے۔

اسلام میں خلافت رسول کی جانشینی اور قائمقامی کا نام ہے رسول اور نبی کی بعثت کے جو مقاصد ہوتے ہیں وہی اغراض و مقاصد خلیفہ اور جانشین کے تقرر کے ہوتے ہیں خلیفہ انہی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے مکلف ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے نبی کے ذمہ قرار دی ہیں نبی خدا کی طرف سے براہ راست منتخب ہوتا ہے اس کے تقرر میں انسانوں کا ذرہ بھر دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت نمائی کے لئے ایسے ہی وجودوں کو خلعت نبوت سے سرفراز فرماتا ہے جو بالعموم لوگوں کی نظر میں ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں اور اگر انسانوں نے نبی بنانے ہوتے تو وہ ہرگز ان نبیوں کو مقرر نہ کرتے مگر اللہ تعالےٰ کی نگاہ باطن پر ہوتی ہے اور وہ نبیوں کے ذریعہ سے اپنی خاص قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ خود ایسے وجودوں کو مقرر فرماتا ہے جو لوگوں کی نظروں میں کمزور ہوتے ہیں مگر درحقیقت وہی پاک نفوس اس منصب کے اہل ثابت ہوتے ہیں۔ غرض نبوت کے انتخاب میں انسانوں کا کسی قسم کا دخل نہیں ہوتا۔ مگر خلافت مومنین کے انتخاب سے ہوتی ہے۔ نبی کے ہاتھ سے تربیت یافتہ صحابہ ایسے نازک وقت میں یہ انتخاب کرتے ہیں جب کہ ان کے دل گداز ہوتے ہیں اور وہ نبی کی وفات کے صدمہ سے یوں محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ یتیم رہ گئے ہیں ایسے وقت میں

آمنوا وعملوا الصلحت

کے مصداق مومن اپنے نبی کا جانشین انتخاب کرتے ہیں اس انتخاب کو خدائی تائید حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت یہ ثابت کر دیتی ہے کہ یہ انتخاب بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو گیا ہے اسطرح یہ انتخاب درحقیقت خدائی انتخاب ہوتا ہے اسی بنا پر اسے خدائی انعام قرار دیا جاتا ہے

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ابھرنے کے دو دور ہیں ایک اوّلین کا زمانہ ہے اور دوسرا آخرین کا دور ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا صریح طور پر قرآن پاک میں ذکر موجود ہے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے دو دوروں کی وضاحت فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر پہلی ترقی اور عروج کے بعد جب انحطاط اور تنزل کا زمانہ آئے گا گو وہ صدیوں تک ممتد ہو گا مگر وہ آخر ختم ہو گا اور پھر اس کے بعد اسلام کی دوبارہ عظمت اور ترقی کا زمانہ آئے گا اور اسی زمانہ میں اسلام دنیا بھر میں پھیلے گا اور اسے تمام ادیان باطلہ پر غلبہ بخشا جائے گا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مثل امتی مثل المطر
لایدری اوله خیر ام آخره

(مشکوٰۃ المصابیح)

کہ میری امت کی مثال اس بارش کی ہے جس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ اس کا پہلا حصہ زیادہ بابرکت ہے یا آخری حصہ۔ آخرین کے دور کے تعلق میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

ثم تکون الخلافة
علی منهاج النبوة

کہ فیج اعوج اور درمیانی پرضلالت صدیوں کے بعد پھر امت محمدیہ میں منہاج نبوت پر خلافت قائم ہو گی۔ اور اسلام کو عروج اور ترقی حاصل ہو گی۔ اور وہ اکناف عالم میں پھیل جائے گا گویا خلافت اسلامیہ کے دو دَور ہیں۔ (۱) ایک دور بعثت جلالی کے بعد (۲) دوسرا بعثت جمالی کے بعد۔ دونوں دَوروں کی خلافت نہایت بابرکت اور خلافت راشدہ ہے۔ اور دونوں دوروں میں خلافت کی عظیم برکات کے نتیجہ میں اسلام کے لئے غیر معمولی ترقی مقدر ہے۔

مسلمانوں کی بے عملی کی صدیاں گزرنے پر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ پھر انہیں زندگی بخشیں اور ان میں قوت عمل پیدا کریں آپ خدا کے فرستادہ تھے آپ کے انتخاب میں کسی انسان کا دخل نہ تھا۔ آپ کو خدا نے کھڑا کیا اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص قدرتوں کا اظہار فرمایا آپ کی روحانی جدوجہد کو اللہ تعالےٰ نے بارآور بنایا۔ اور جماعت احمدیہ قائم ہو گئی یہ جماعت خدائی وعدوں کے مطابق اشاعت اسلام کے لئے اس آخری دور میں قائم ہوئی ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کا وقت آیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا اور جماعت کو اپنے بعد اسطرح کی خلافت کے قائم ہونے کی بشارت دی جیسی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے قائم ہوئی تھی۔ اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالےٰ اسے دائمی بنائے گا۔ آپ نے رسالہ الوصیت میں جماعت کو آئندہ کے لئے جو پروگرام دیا وہ بایں الفاظ بیان فرمایا کہ:۔

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"

گویا آپ نے نہ صرف جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کی بشارت دی۔ بلکہ اس کا پروگرام بھی بتا دیا اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ وہ سب مل کر کام کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت قائم ہوئی جس کا آغاز سیدنا حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہوا اور آپ جماعت کے خلیفہ اوّل مقرر ہوئے۔ چھ سال تک یعنی ۱۹۱۴ء تک آپ کے ذریعہ جماعت برکات خلافت اولیٰ سے متمتع ہوتی رہی۔ ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کے وقت جماعت کے کچھ افراد جو مغربی جمہوریت کے دلدادہ تھے۔ نظام خلافت سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت کا اکثر و بیشتر حصہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہا حتی کہ علیحدہ ہونے والے ناقابل ذکر قرار پا گئے۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک خلافت ثانیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہوتی رہی۔ نومبر ۱۹۶۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رحلت پر جماعت احمدیہ میں خلافت کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ بنصرہ بطور خلیفۃ المسیح الثالث مقرر ہوئے ہمارا یہ تقرر بھی ایسے اجماع اور اتفاق سے ہوا کہ دشمنان احمدیت حیران و ششدر رہ گئے۔ ان کی سب توقعات خاک میں مل گئیں۔ خلافت احمدیہ کے اس دور میں جماعت احمدیہ کی بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے وقت میں خلافت کی اہمیت اور اس کی قدر کو خوب پہچانتے تھے انہوں نے خلفاء راشدین کی اطاعت و خدمت اور ان کی اطاعت کو جزو ایمان سمجھا مگر بعد میں آنے والے لوگوں نے دین کے اس ضروری پہلو کو نظر انداز کر دیا اور وہ اجتماعی خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں اصولی طور پر مندرجہ ذیل ہیں:۔

اوّل

عقیدۃً ہر احمدی یقین رکھے کہ خلافت اللہ تعالےٰ

کا ایک خاص انعام ہے اور خلافت نبوت کا ظل ہے اس کے فیوض و برکات کو ممتد کرنے کا ذریعہ ہے اور خلیفۂ وقت اپنے نبی متبوع کا ایسا جانشین ہے کہ اس سے محبت اس سے دل بستگی اور اس کی اطاعت خود نبی کی اطاعت اور محبت ہے اس عقیدہ کے نتیجہ میں ایک روحانی رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

خیار ائمتکم الذین تحبونهم و
یحبونکم

کہ تمہارے بہترین امام اور خلفاء وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اس حدیث نبوی میں جس دلی محبت کا ذکر ہے وہ خلافت سے استفادہ کے لئے بنیادی اصل ہے اسے نظر انداز کر کے کبھی بھی اسلامی خلافت کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ظاہر ہے کہ یہ محبت اس عقیدہ کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی کہ خلیفۂ وقت اپنے نبی کا ظل ہے اور خلافت نبوت کا تتمہ ہے۔ یہ دلی عقیدت ہی اس محبت کو پیدا کرتی ہے جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کے ساتھ ضروری قرار دیا ہے۔ پس یہ پہلی ذمہ داری ہے مومنوں کا فرض ہے کہ خود بھی اس عقیدت سے سرشار ہوں اور اپنے بعد آنے والی نسلوں کو بھی اس سے سرشار کریں اور تمام وہ ذرائع اختیار کریں جن سے دلوں میں خلفاء کی محبت بڑھے اور باہمی ارتباط مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے۔

دوم

ہر خلیفۂ راشد کے بارے میں اہل ایمان کی دوسری ذمہ داری از روئے حدیث نبوی یہ ہے کہ مومن خلیفۂ وقت کے لئے دعا کریں اور خلفاء اپنے متبعین کے لئے دعا گو رہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں تدعون لهم و

هم یدعون لکم

دعا کی یہ دوسری ذمہ داری درحقیقت اس قلبی محبت کا ایک طبعی نتیجہ ہے جو خلفاء اور افراد جماعت میں ہوتی ہے جس طرح باپ اپنے بچوں کے لئے اور بچے اپنے باپ کیلئے طبعی جوش سے دعا مانگتے ہیں جن میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ اور جس کے لئے درحقیقت کسی بیرونی تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح خلفاء بڑے سوز سے اپنے پیروؤں کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کی ہر ترقی اور بہبودی کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اور دوسری طرف دامنِ خلافت سے وابستہ افراد بھی خلیفۂ وقت کے لئے درد مندی سے دعا گو رہتے ہیں اور شب و روز اس کے مقاصد کے پورا ہونے کے لئے بارگاہ ایزدی میں التجا کرتے ہیں یہ ذمہ داری بھی بہت اہم ہے اور اس سے بھی دلی رابطہ محکم سے محکم تر ہوتا جاتا ہے

سوم

تیسری ذمہ داری افراد جماعت پر یہ ہوتی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفۂ وقت کو مرکز بنایا جاتا ہے اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کے دل پر القاء کرتا ہے اور اسلام کی ترقی کی باریک در باریک راہوں کی طرف اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور ہر پیش آمدہ حادثہ میں اسے صحیح راہ دکھاتا ہے اس لئے جماعتی ترقی کے پیش نظر جماعت کے جملہ افراد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے احکام کی پوری پوری اطاعت کریں اور اسلام کی اشاعت کے لئے جن مالی اور جانی قربانیوں کی طرف وہ بلائے ان کو پیش کرنے میں آگے بڑھیں۔ اس کے بتائے ہوئے طریق کی پیروی کریں اور اس کے اختیار کردہ طریق دعوت کو اپنائیں۔ اس کی سکیم کے مقابلہ میں اپنی کوئی سکیم جاری نہ کریں بلکہ لفظاً و معنیً ہمہ تن اس کی اطاعت کریں۔ یہ مقام اطاعت جماعتی شیرازہ بندی اور اشاعت دین کی تکمیل کے لئے از بس ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ چونکہ تکمیل اشاعت اسلام کے لئے کھڑی ہوئی ہے اور اسے لمبے عرصے تک مسلسل قربانیاں کرنی ضروری ہیں۔ اس لئے خلافت کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر فرد جماعت کا تیار رہنا لازمی ہے۔

چہارم

خلیفۂ وقت جماعت کا نقطہ مرکزی ہوتا ہے وہ روحانی قیادت کے علاوہ انتظامی قیادت کا بھی حامل ہوتا ہے۔ افراد جماعت کے نزاعوں کے فیصلہ کے لئے اسے آخری حَکَم قرار دیا گیا ہے اس لئے اسلامی شریعت کی رو سے لازمی ہے کہ افراد جماعت خلیفۂ وقت کے ہر فیصلہ کو بلا چون و چرا اور خلوص دل سے قبول کریں اور اس کی تعمیل کریں۔ دنیوی نظام میں بھی تنازعات کے فیصلوں کے لئے ایک آخری عدالت مقرر ہوتی ہے جہاں جا کر بات ختم کر دی جاتی ہے۔ اسلامی شریعت میں نبی کی وفات کے بعد خلیفۂ وقت کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے اس سے اس کی ذمہ داری بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ فیصلہ کرنے میں کامل محتاط ہوتا ہے مگر دوسری طرف افراد جماعت کو بھی اس بات کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس کے فیصلہ کو صدق دل سے قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہوں اس طریق سے جماعت کی وحدت مستحکم تر ہو جاتی ہے اور شیطان کو کوئی موقعہ نہیں ملتا کہ وہ مومنوں کی جماعت میں اختلاف و انشقاق پیدا کر سکے۔

پنجم

خلافت کے بارے میں جماعت کی ایک اہم ذمہ داری کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء
الراشدین المهدیین
(مشکوٰۃ المصابیح)

کہ اے مسلمانو! تم پر فرض ہے کہ میری سنت کی پیروی کرو اور خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرو۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے معلوم و موجود ہونے کی صورت میں خود خلفاء بھی اسی کی پیروی کریں گے پھر الگ طور پر سنة الخلفاء کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ بہت سے نئے پیش آمدہ امور میں نئے اجتہاد اور نئے طریق کار کی ضرورت ہو سکتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء یہ ہے کہ سنت نبوی کے علاوہ ہر نئے معاملہ میں افراد جماعت اپنی اپنی بولی اختیار کر کے جماعتی ذہن میں انتشار کا موجب نہ بنیں۔ بلکہ سب کے سب خلیفۂ وقت کے اجتہاد کے پابند ہوں۔ اور اس کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کریں اسی طرح عملی اور علمی یک جہتی کی وہ بنیاد قائم ہو گی۔ جس میں کبھی رخنہ پیدا نہ ہو سکے گا۔

اگر جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ان پانچ ذمہ داریوں کو ادا کرتی رہے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمت خلافت کی قدر دانی کرنے والی قرار پائے گی اور اسے اللہ تعالیٰ نعمت خلافت سے ہمیشہ نوازتا رہے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اور ہمارے بعد ہماری نسلوں کو بھی تا قیامت یہ توفیق عطا فرماتا رہے آمین یا رب العالمین۔

—٭—

اے ناصرِ دینِ متیں

(مکرم امین اللہ خان صاحب سالک)

اے حافظِ ام الکتب　　اے ناصرِ دینِ متیں
اے نائبِ عیسیٰ نفس　　حضرت امیر المومنیں

اے نازشِ بزمِ جہاں　　اے نو بہارِ گلستاں
اے راحتِ قلب و نظر　　اے شاہِ ملکِ قدسیاں

اے محسن و رأفت شعار　　اے مہرباں اے محتشم
من از نگاہِ خاصِ تو　　عفو و عنایت یافتم

اے چشمۂ فیضِ ھُدیٰ　　اے مہر و ماہِ زندگی
وجہِ نشاطِ بے دِلاں　　اے باعثِ فرخندگی

شکرِ خداوندِ کریم!　　تُو ہے امیرِ قافلہ
تُو رہبرِ موعود ہے　　تعبیرِ لفظِ نافلہ

اسلام کے بطلِ جلیل　　اے پیکرِ حسن و کمال
اے اشجعِ عہدِ رواں　　اے صاحبِ رعب و جلال

اے سیّد و آقائے من　　اے باعثِ صد افتخار
با وصفِ ایں جمع صفات　　یا للعجب ایں انکسار

جماعت احمدیہ کا طریق انتخابِ خلافت عین اسلامی ہے

محترم مولوی نصیر احمد صاحب ناصر ایم۔ اے شاہد ربوہ

مسئلہ خلافت اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان ایمانداروں سے جو اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان میں خلافت کا بابرکت نظام جاری فرما کر اس نظام کی برکت سے دین اسلام کو قوت و شوکت عطا کرتا چلا جائے گا۔ اور جب کبھی خوف کی حالت پیدا ہوگی تو اللہ تعالےٰ اس حالت کو بدل کر مومنوں کے لئے امن کے سامان پیدا فرمائے گا۔ اور فرمایا کہ یہ انعام ایک عظیم الشان انعام ہے۔ اور جب تک مومن اس انعام یعنی نظام خلافت کی دل و جان سے تابعداری کریں گے تو اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ بھی ان کے حق میں پورا ہوتا چلا جائے گا۔

افسوس کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ بابرکت نظام مسلمانوں کی اپنی کوتاہیوں کے باعث زیادہ دیر تک قائم نہ رہا اور اس نظام کے ٹوٹنے سے مسلمان حبل اللہ سے کٹ گئے۔ ان کی وحدت قومی پراگندگی کا شکار ہوگئی۔ اور وہ ظاہر الٰہی انعامات جماعت مسلمہ پر ہوا ہے۔ ان کا سلسلہ کٹ گیا۔ تیرہ سو سال کے لمبے عرصہ کے بعد پھر سے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر آپ کے ذریعہ اس بابرکت نظام کو جاری فرمایا ہے۔

اسلام میں خلیفہ کا انتخاب

قرآن مجید نے انتخاب کے لئے کوئی صریحی شکل نہیں بتلائی ہے۔ بعض احکام عامہ ایسے جو خلافت وغیر خلافت دونوں پر حاوی ہیں۔ جیسا کہ آیت وامرھم شوریٰ بینھم اور کما استخلف الذین ہماری راہ نمائی کرتی ہے۔ مگر جوں مرحلہ اس کا کوئی طریقہ نہیں بتایا گیا۔ لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب خلیفہ کے انتخاب کا سوال امت کے سامنے آیا۔ تو خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو طریق کہ صحابہ نے مناسب سمجھ کر اختیار کیا۔ وہ یہ تھا کہ سقیفہ بنو ساعدہ میں کچھ صحابہ جمع ہوئے بحثوں اور تقاریر کے بعد جس میں حصہ لینے والے تین چار صحابہ سے زیادہ نہ تھے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا کہ آپ لوگ حضرت ابوعبیدہؓ یا حضرت عمرؓ میں سے جس کو مناسب خیال کرو اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو موجود الوقت صحابہ کرامؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ ازاں بعد باقی مسلمانوں نے بھی اس فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرلیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب خلافت کے ضمن میں مندرجہ ذیل حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ مدینہ منورہ میں موجود تمام مسلمان سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع نہیں ہوئے بلکہ ان میں سے بہت تھوڑے صحابہؓ اس مشورہ میں شامل ہوئے۔

۲۔ انصار و مہاجرین کے درمیان یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ خلیفہ کا انتخاب کن میں سے کیا جائے۔

۳۔ تمام امت کے لئے واجب الاطاعت خلیفہ ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔ جب اس کو خلیفہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر تمام امت پر لازم ہے کہ اس کی بیعت کریں۔

۴۔ امت کو اختلاف اور باہمی تفرقہ سے بچانے کے لئے خلافت کا قیام جلد از جلد عمل میں لایا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور صائب الرائے مومنین کا فرض ہے کہ مناسب طریق اختیار کرکے امت میں سے سب سے مناسب ترین فرد کا انتخاب کریں۔

۵۔ خلیفہ کے انتخاب میں خدا تعالےٰ کا منشا کام کر رہا ہوتا ہے وہ جس کو اس منصب کے لئے مناسب سمجھتا ہے مومنین کو اس کے ہاتھ پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے

۶۔ خلیفہ کا انتخاب ہو چکنے کے بعد کسی کا یہ سوال اٹھانا کہ انتخاب مناسب طریق سے نہیں ہوا اور فلاں شخص کا انتخاب محض اتفاق کے طور پر ہے ایسا خیال قطعی غلط ہے بلکہ وہ اور نظام خلافت کے خلاف بغاوت ہے۔

انتخاب خلیفہ کا دوسرا طریق

انتخاب خلیفہ کے متعلق جو دوسرا طریق ہمارے سامنے آتا ہے وہ حضرت ابوبکرؓ کا اختیار کردہ طریقہ ہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمانؓ کو علیحدہ علیحدہ اپنے پاس بلا کر ان سے حضرت عمرؓ کے بارہ میں رائے دریافت کی پھر ان کے سامنے اپنے ذاتی خیال کا اظہار بھی کر دیا کہ میں عمرؓ کو اس منصب کے لئے مناسب سمجھتا ہوں ان دونوں سے مشورہ کرنے کے بعد انہیں ارشاد فرمایا کہ اس امر کا اظہار کسی سے نہ کرنا۔ ازاں بعد بعض اور صحابہ سے بھی رائے دریافت کی اور اپنے گھر پر جہاں کچھ صحابہ جمع تھے حضرت عثمانؓ کو وصیت لکھوائی کہ میں تم پر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں صحابہ کرام نے آپ کے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اس طرح حضرت عمرؓ کا انتخاب عمل میں آیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے اختیار کردہ طریق کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ مصلحت عامۃ المسلمین کے پیش نظر خلیفہ وقت اگر مناسب سمجھے تو مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو جس کو وہ موزوں سمجھتا ہو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر سکتا ہے اور اس امر کے لئے اگر وہ مناسب سمجھے۔ تو بعض صائب الرائے احباب کو جنہیں وہ مناسب خیال فرمائے مشورہ میں شامل کر سکتا ہے۔

۲۔ ایک خلیفہ کی زندگی میں کسی فرد امت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بعد میں ہونے والے خلیفہ کے متعلق از خود کسی رائے کا اظہار کرے ہاں خلیفہ وقت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔

۳۔ خلیفہ وقت چند افراد سے مشورہ لینے کے بعد یا از خود اپنے بعد کسی کو خلافت کے لئے نامزد کرے تو تمام امت کا فرض ہے کہ اس انتخاب کو جائز سمجھتے ہوئے اسے بلا چون وچرا تسلیم کرے انکار کرنے والا نظام خلافت کا باغی سمجھا جائے گا۔

انتخاب خلیفہ کا تیسرا طریق

انتخاب خلیفہ کی جو تیسری شکل ہمارے سامنے آتی ہے وہ سیدنا حضرت عمرؓ کا اختیار کردہ طریق ہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے بڑے بڑے چھ صحابہ جن کے متعلق غالباً آپ کا نظریہ تھا کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ ان میں سے ہی کسی کو اپنا خلیفہ منتخب کرنا پسند فرمائیں گے پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی اور فرمایا کہ اگر میں از خود کسی کو تنہا خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھے ایسا کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے اور اگر میں یہ امر اپنے بعد مسلمانوں پر چھوڑ دوں تو میں اب بھی کر سکتا ہوں۔ میں نے چھ صحابہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی ہے جو بے تنہا خلیفہ منتخب کریں تو سب کا فرض ہے کہ اس کی بیعت کرو نیز یہ تاکیدی ارشاد بھی فرمادیا کہ میری وفات کے بعد تین دن کے اندر اندر یہ انتخاب ضرور ہو جانا چاہیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اختیار کردہ طریق سے مندرجہ ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ خلیفہ وقت کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ پسند فرمائے تو اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کر دے۔ اگر وہ یہ مناسب سمجھے کہ مسلمان خود باہمی مشورہ سے اپنا خلیفہ منتخب کریں تو ایسا کرنا بھی اس کے لئے جائز ہے۔ لیکن جب خلیفہ وقت ایک طریق مقرر کر دے تو پھر کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔

۲۔ خلیفہ وقت کی مقرر کردہ کمیٹی جب کسی کو خلیفہ منتخب کر لے تو تمام امت پر اس فیصلہ کو ماننا ضروری ہوگا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ چونکہ مجھے مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ لہٰذا میں اس فیصلہ سے اختلاف کرتا ہوں یا ان کی بجائے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ ایسا شخص بموجب حکم قرآنی فاسق قرار پائیگا

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مرکز اسلام مدینہ میں صحابہؓ کی اکثریت نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

حضرات خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو طریق اختیار کئے گئے۔ اگرچہ وہ باہم ایک دوسرے سے بعض وجوہ کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن یہ تمام اسلام کے منشاء کے عین مطابق تھے۔

اب میں خلفائے راشدین کے اختیار کردہ طریقہ ہائے انتخاب کی روشنی میں اس طریق کو لیتا ہوں۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت احمدیہ کیلئے

تجویز فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے تجویز کردہ طریق کو بیان کرنے سے قبل ان امکانی یا حقیقی خطرات کو بیان کیا جاتا ہے جو انتخاب خلافت کے وقت امت مسلمہ کو پیش آئے یا آئندہ جن کے پیدا ہونے کا امکان موجود تھا۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب کے وقت ایک سوال بعض افراد کی طرف سے اٹھایا گیا کہ خلیفۃ المسلمین مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے افراد اہل بیت میں سے ہو یا غیر اہل بیت سے۔

۲۔ ایک رائے یہ تھی کہ ایک امیر مہاجرین کے لئے مہاجرین میں سے اور دوسرا امیر انصار کے لئے انصار میں سے مقرر کیا جائے۔

۳۔ ایک آواز یہ بھی تھی کہ مہاجرین بزور دستی خلافت پر قبضہ کر لیں۔

۴۔ ایک سوال بعض لوگوں نے عدم تدبر کے باعث یہ بھی اٹھایا کہ حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب درست انتخاب نہیں۔ یہ محض اتفاق ہے اگر عمرؓ زندہ نہ ہوتے تو کوئی اور شخص حضرت ابوبکرؓ کی بجائے خلیفہ مقرر ہوتا۔

۵۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے۔ جن کی رائے یہ تھی کہ مسلمانوں کے فیصلہ عامہ کے خلاف کسی اور شخص کی بیعت کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس کی تردید میں حضرت عمرؓ کو یہ وضاحت کرنا پڑی کہ:

"فمن بایع رجلا من غیر مشورة المسلمین فانه لا بیعة له"

یعنی جس شخص نے مسلمانوں کے مشورہ کے خلاف اور شخص کی بیعت کرنا چاہی۔ اس کی بیعت قابل قبول نہ ہوگی۔

۶۔ ایک سوال امت کے سامنے یہ پیش آیا کہ جب ایک سے زیادہ افراد خلافت کے اہل ہوں تو ان میں سے کس کو خلیفہ چنا جائے اگر ایسی صورت پیدا ہو تو اسے کس طرح حل کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب مرکز اسلام میں حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کر کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کر لی تو حضرت امیر معاویہؓ نے ملک شام میں حضرت علیؓ کو خلیفہ تسلیم نہ کرتے ہوئے خود اپنی امارت کا اعلان کر دیا۔ اور دلیل یہ دی کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت ان کے ساتھ ہے۔

۸۔ تاریخ اسلام ایک حقیقت ہمارے سامنے یہ بھی پیش کرتی ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ علیحدہ علیحدہ مقامات پر بعض افراد امت نے ایک ہی وقت میں اپنی اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔

۹۔ ایک امکانی خطرہ یہ بھی تھا کہ مرکز یا مرکز سے باہر اگر ایک سے زیادہ مقامات پر مسلمان جمع ہو کر اپنے اپنے طور پر اپنی پسند کا خلیفہ انتخاب کر لیں اور ہر گروہ یہ اعلان کرے کہ اکثریت ان کے ساتھ ہے تو پھر ایسی صورت میں اس خطرہ کے سدباب کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ ایک خطرہ یہ تھا کہ خلیفہ کی وفات کے بعد انتخاب خلیفہ کونسا طریقہ مؤثر ہو سکتا ہے کہ مسلمان مجموعی طور پر ایک مرکز میں جمع ہو کر بالاتفاق خلافت کا انتخاب کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مقرر کردہ طریق

سیدنا حضرت مصلح الموعودؓ جماعت احمدیہ کے لئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو طریق بیان فرمایا وہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی سنت کے عین مطابق ہے آپ کی دور بین نگاہ نے جماعت کو فتنوں سے محفوظ رکھنے اور انہیں خلافت کے بابرکت نظام سے قیامت تک متمتع ہونے کے لئے اس طریق کو جاری فرما کر جماعت پر ایک عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

"میں نے اس سے پہلے جماعت کے دستور سے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ خلیفہ وقت کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ دوسرا خلیفہ چنے۔ مگر موجودہ فتنہ نے بتا دیا یہ طریق درست نہیں۔ ...

اسلئے وہ پرانا طریق جو طول عمل والا ہے میں اسکو منسوخ کرتا ہوں اور اس کی بجائے میں اس سے زیادہ قریبی طریقہ پیش کرتا ہوں۔ بے شک ہمارا دعویٰ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے مگر اسکے باوجود تاریخ کی اس شہادت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خلیفے شہید بھی ہو سکتے ہیں جس طرح حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ہوئے اور خلافت ختم بھی کی جا سکتی ہے جس طرح حضرت حسنؓ کے بعد ختم ہو گئی۔ ....

پس اسلامی طریق پر جو کہ میں آگے بیان کروں گا آئندہ خلافت کے لئے میں یہ قاعدہ منسوخ کرتا ہوں کہ شوریٰ انتخاب کرے۔ بلکہ میں یہ قاعدہ مقرر کرتا ہوں کہ آئندہ جب کبھی خلافت کے انتخاب کا وقت آئے تو صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اور ممبر اور تحریک جدید کے وکلاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے زندہ افراد .....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ جن کو فوراً بعد تحقیقات صدر انجمن احمدیہ کو چاہیئے کہ صحابیت کا سرٹیفکیٹ دیں جامعۃ المبشرین کے پرنسپل اور جامعہ احمدیہ کے پرنسپل اور مفتی سلسلہ احمدیہ اور تمام جماعت ہائے پنجاب و سندھ کے امیر اور مشرقی پاکستان کا امیر مل کر اس کا انتخاب کریں اسی طرح نظرثانی کرتے وقت میں یہ امر بھی بڑھاتا ہوں کہ ایسے سابق امراء جو دو دفعہ کسی ضلع کے امیر رہے ہوں گو انتخاب کے وقت بوجہ معذوری امیر نہ رہے ہوں وہ بھی اس لسٹ میں شامل کئے جائیں اسی طرح تمام مبلغ جو ایک سال تک غیر ملک میں کام کر آئے ہیں اور بعد میں سلسلہ کی طرف سے ان پر کوئی الزام نہ آیا ہو ایسے مبلغوں کی لسٹ شائع کرنا تحریک کا کام ہوگا۔ اسی طرح ایسے مبلغ جنہوں نے پاکستان کے کسی ضلع یا صوبہ میں رئیس التبلیغ کے طور پر کم سے کم ایک سال تک کام کیا ہو ان کی فہرست بنانا صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا مگر شرط یہ ہوگی کہ وہ موقعہ پر پہنچ جائیں سیکرٹری شوریٰ تمام ملک میں اطلاع دے دے کہ فوراً پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد جو نہ پہنچے اس کا اپنا قصور ہوگا اور اس کی غیر حاضری خلافت پر اثر انداز نہ ہوگی"

(تقریر خلافت صفحہ ۱۵-۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مقرر کردہ طریق برائے انتخاب خلافت آیت کما استخلف الذین من قبلھم کی روشنی میں خلفائے راشدین کے اختیار کردہ طریق کے عین مطابق ہے اس طریق سے فتنوں کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

آپ نے جماعت کے لئے طریق برائے انتخاب خلافت تجویز کرتے وقت یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ میں اسلامی طریق کو منسوخ کر کے آئندہ کے لئے عیسائیوں کے مروجہ طریق برائے انتخاب پوپ کو مقرر کرتا ہوں۔ ہاں آپ نے یہ ضرور فرمایا کہ اس طریق کو بھی دیکھ لیا جائے چنانچہ عیسائیوں کے ہاں جو طریق مقرر ہے اسلامی طریق انتخاب خلافت آیت کما استخلف الذین من قبلھم کی روشنی میں اس سے من وجہ مشابہت ضرور رکھتا ہے اور ایسا ہونا قطعاً جائے اعتراض نہیں۔

عیسائیوں میں پوپ کا انتخاب کیا جاتا ہے اسلام میں بھی خلیفہ کے انتخاب کا طریق موجود ہے ان میں کارڈینلز کی مقررہ تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اسلام میں بھی ہمیں ایسی مثال ملتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لئے چیدہ چیدہ چھ صحابہ کی ایک کمیٹی بنا دی تھی جس نے غور و فکر باہمی مشورہ سے مصلحت عامۃ المسلمین کو مدنظر رکھکر خلیفۂ وقت کا انتخاب کیا تھا۔ عیسائیوں میں انتخاب کرنے والوں کی تعداد ستر ہوتی ہے جو ایک معین تعداد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو کمیٹی بنائی ہے اس کا دائرہ زیادہ وسیع اور اپنے نتائج کے لحاظ سے دور رس فوائد کا حامل ہے۔ پس ہر انصاف پسند یہ سمجھ سکتا ہے کہ آپ کا بیان فرمودہ طریق کتنا شاندار مناسب اور مؤثر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت نے اس کے نیک ثمرات کو دیکھ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر جماعت کو خطرات سے بچا کر حبل اللہ سے وابستہ رکھ کے اپنے فضل اور انعامات کے دروازے ان پر کھول دئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو خلافت کے عظیم الشان منصب کو سمجھنے اور دل و جان سے اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے

ایک اہم سوال

انتخاب خلافت کے متعلق ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ کیا ایک خلیفہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اگر وہ اس منصب کے لئے موزوں ترین ہو تو کیا اسے مسلمان اپنا خلیفہ منتخب کر سکتے ہیں۔ اسلام نے جہاں خلیفہ کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کسی کو خلیفہ نامزد کر سکتا ہے وہاں صرف اور صرف نامزدگی کی صورت میں خلیفہ کو اپنے بیٹے کو بطور خلیفہ نامزد کرنے کے طریق کو اسلام میں ناپسند کیا گیا ہے۔ ہاں اگر انتخاب کی صورت میں ہو تو پھر کسی خلیفہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کا خلیفہ منتخب کئے جانا ہرگز ہرگز ناجائز نہیں ہے۔ اس ضمن میں جو تاریخی واقعہ بطور شہادت ہمارے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے وہ حضرت عمرؓ کا اپنے بعد اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خلیفہ منتخب

نہ کئے جانے کا واقعہ ہی ہو سکتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کیوں اپنے بیٹے کے متعلق فرمایا کہ اسے خلیفہ منتخب نہ کیا جائے۔

اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حضرت عمرؓ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ان کا انتخاب اسلامی قواعد کے خلاف تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی۔

کہ منصب خلافت اپنے ساتھ نہایت عظیم الشان اور اہم ذمہ داریاں لے کر آتا ہے جہاں خلیفہ کے لئے "اتقیٰ" ہونا ضروری ہے وہاں منصب خلافت یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ خلیفہ بالغ النظر عالم اور مضبوط ارادہ کا مالک ہو قومی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہو اور یہ امور خود تقویٰ کا حصہ ہی ہیں چنانچہ بعض مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اپنے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کے خلیفہ بننے کو پسند نہ فرمایا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے سامنے خلافت کا مسئلہ آیا تو ایک شخص نے آپ کو یہ مشورہ دیا۔

ترجمہ: کسی شخص نے کہا کہ آپ کے بیٹے عبداللہ موزوں ہیں فرمایا نہیں جسے بیوی کو طلاق دینے کا سلیقہ نہیں اس کو میں امت کا خلیفہ کیسے بناؤں میرے اوپر امارت خود ایک بارگراں تھی اس لئے اب میں اپنے خاندان پر اس کا بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا ایک عمر ہی کے لئے جواب دہی کیا کم ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو بھی مصیبت میں ڈالے میں نے اپنے تئیں اور اپنے رشتہ داروں کو بہت سی آسائشوں سے محروم رکھا پھر بھی اگر خلافت کا دنیا کی طرح تو سے اگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں برابر سرابر وعذاب چھوٹ جاؤں تو سمجھوں گا کہ بڑا خوش قسمت ہوں۔

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵)

ربوہ کا مشہور عالم چورن
ھاضمون
ہاضمہ کی خرابی اور پیٹ کے کیڑے مارنے کی شرطیہ دوا
ملنے کا پتہ
دواخانہ ہاضمون رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

پھر آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو امت کا خلیفہ بناؤں جو اس بوجھ کے برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

پس اس تاریخی شہادت کے بعد یہ مسئلہ بھی صاف ہو جاتا ہے کہ ایک خلیفہ کی وفات کے بعد اگر اس کا اہل بیٹا امت کا خلیفہ بن جائے تو نہ صرف یہ کہ یہ امر قابل اعتراض نہیں بلکہ قرآنی منشاء کہ "امانتیں ان کے اہل کے سپرد کی جائیں" کے عین مطابق اور جائز ہے

کیا خلیفہ کا عزل جائز ہے؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ انتخاب سے ہوتا ہے تو کیا امت اس کو معزول کر سکتی ہے۔ قرآن کریم کی نص صریح سے یہ ثابت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور نظام خلافت کے قائم ہو چکنے کے بعد خلیفہ وقت کی خلاف ورزی کرنے والا فاسق اور باغی قرار پاتا ہے قرآن کریم سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ خلیفہ کو معزول کیا جا سکتا ہے۔ خلیفہ وقت کے خلاف ایسا سوال اٹھانے والا اپنے کردار سے یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ ایسے افعال بجا لا رہا ہے جس سے امن کی حالت خوف میں تبدیل ہو رہی ہے ظاہر ہے کہ ایسا تو تب ہی ہوگا جب خدانخواستہ امت کا قدم فسق کی طرف اٹھ رہا ہو گویا ایسا سوال اس وجہ سے پیدا نہیں ہوتا کہ خلیفہ نعوذ باللہ خراب ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ سوال اس وقت اٹھایا جائے گا جب امت خود خرابیوں کا شکار ہو چکی ہوگی اور وہ اس قابل نہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کو جذب کر سکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب لوگ خراب ہو جاتے ہیں تو علم اٹھ جایا کرتا ہے اور علم جب اٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر علماء کو اٹھا لیا کرتا ہے۔

سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے یہ تو فرمایا "فقوموني" کہ مشورہ دے کر میری اصلاح کر دو یہ قطعاً نہیں فرمایا "فاعزلوني" کہ تم مجھے معزول کر دو یا ایسا کرنے کا تمہیں اختیار ہے یا ایسی صورت میں میں خود معزول ہو جاؤں گا۔

حضرت عمرؓ نے امت کو صاف طور پر بتا دیا کہ مطیع و منقاد اونٹ کی طرح تم میرے پیچھے چلو نہیں فرمایا کہ تم کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ جب چاہو مجھے معزول کر دو۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں تو باغیوں نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ خلیفہ وقت کو معزول کر دو۔ حضرت عثمانؓ نے بڑی شدت سے اس بات کا انکار کر دیا وہ خوب سمجھتے تھے کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اب نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے اور نہ ہی مجھے یہ اختیار ہے کہ وہ مجھے معزول کر دیں یا میں خود معزول ہو جاؤں۔

پھر علیؓ کے زمانہ میں بھی اس غلط خیال کو بڑی شدت سے آپ نے رد فرمایا! جب حضرت علیؓ کے نمائندہ نے اپنی سادہ لوحی سے یہ اعلان کیا کہ میں علیؓ کو معزول کرتا ہوں تو آپ نے قرآنی حکم کے منشاء کو خوب سمجھتے ہوئے معزول ہونے سے فوراً انکار کر دیا اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی شخص معزول کرنے کا حق نہیں رکھتا میں اس حصہ مضمون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ انتخاب سے ہوتا ہے تو پھر امت کے لئے اس کا عزل بھی جائز ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ گو خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن آیت کی نص صریح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کو اپنے فیصلہ کا اس امر میں ذریعہ بناتا ہے اور اس کے دماغ کو خاص طور پر روشنی بخشتا ہے لیکن مقرر اصل میں اللہ ہی کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لیستخلفنهم کہ وہ خود ان کو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حق دار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں میں فلاں فلاں خاصیتیں پیدا کر دیتا ہوں اور یہ خلفاء ایک انعام الٰہی ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس اعتراض کی تفصیل یہ ہوئی کہ کیا امت کو حق نہیں کہ وہ اس شخص کو جو کامل موحد ہے۔ جس کے دین کو اللہ تعالیٰ نے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لئے خدا نے تمام خطرات کو دور کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جس کے ذریعہ وہ شرک کو مٹانا چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ وہ اسلام کو محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ معزول کر دے ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو امت اسلامیہ معزول نہیں کر سکتی ایسے شخص کو تو شیطان کے چیلے ہی معزول کریں گے۔"

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۳۵)

مشورہ کی حقیقی روح

قرآن کریم سے واضح طور پر ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے "وامرهم شورى بينهم" کہ مومنین کے امور باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں پھر نبی اور اس کی نیابت میں خلفاء اور امراء کے لئے یہ ارشاد ہے "وشاورهم في الامر" یعنی وہ اہم امور میں امت سے مشورہ طلب کیا کریں۔ گویا نبی اور خلفاء کا یہ حق ہے کہ وہ امت سے اہم اور ضروری امور کے متعلق مشورہ لیں اور امت کا یہ فرض ہے کہ وہ خلیفہ کو اس کا یہ حق دیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مشورہ میں امت کے ہر فرد کا شامل کیا جانا ضروری ہے یا یہ کہ فرض کفایہ کے طور پر چند افراد کا مشورہ بھی "وشاورهم في الامر" کے حکم کو پورا کر سکتا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ اس قسم کے مشورہ میں تمام امت کا شامل ہونا ضروری نہیں یہ فرض کفایہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ امت کے ہر فرد کو مکلف کر دیتا تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوتی جس کو بجا لانے والا نافرمان قرار پاتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے امت پر رحم فرماتے ہوئے امت کے ہر فرد کو مشورہ میں شامل ہونے کے لئے مکلف نہیں بنایا ہے۔

"شاورهم في الامر" "وامرهم شورى بينهم" میں جمع کی ضمیر استعمال کی گئی ہے جو کم سے کم تین افراد پر بھی اطلاق پا سکتی ہے۔ لہٰذا اگر خلیفہ وقت تین افراد سے مشورہ لے تو یہ حکم پورا ہو سکتا ہے۔ اور اگر زیادہ افراد جماعت کو وہ مشورہ میں شامل کرنا مناسب سمجھیں تو ایسا کرنے کا بھی اسے اختیار حاصل ہے۔ کسی کا یہ کہنا کہ امت کے ہر فرد سے مشورہ لینا یا اسے اہم امور کے لئے مشورہ میں شامل کرنا ضروری ہے۔ تو ایسا خیال قرآن کریم سنت رسول اور طریق خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے کرام نے بعض دفعہ ایک ہی فرد سے مشورہ لینا مناسب سمجھا ہے حضرت ابوبکرؓ نے خلافت جیسے اہم امر کے بارہ میں ابتدائی مشورہ صرف حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمانؓ سے ہی لیا تاریخ سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ امت نے کبھی اس خیال کا اظہار کیا ہو کہ ہمارا حق ہے لہٰذا ہم سے مشورہ لیا جائے۔ صحابہؓ کا تو یہ طریق تھا کہ وہ ایسے امور کے متعلق بھی جن میں ان کو یقین ہوتا تھا۔ اپنی رائے دینے سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا انتظار کرتے تھے۔

پس جہاں جماعت کے ہر فرد پر یہ لازم ہے کہ اگر کوئی اہم اور خیر بات جس کا تعلق جماعتی مفاد سے ہو اس کے ذہن میں آئے۔ تو وہ خلیفۂ وقت کو اس سے آگاہ کرے ایسا تعاون علی البر والتقویٰ میں شامل ہوگا اسی طرح اگر کوئی ایسا امر ان کے نوٹس میں آئے جس سے جماعت کا اتحاد ٹوٹتا ہو یا وقار پر فتنہ وفساد پیدا کرنے والا ہو تو فوراً فردوہ الی اللہ ورسولہ کے حکم کے مطابق خلیفۂ وقت یا اس کے قائم کردہ نظام کے نوٹس میں اس کا لایا جانا ضروری ہے +

اسی طرح اگر کسی فرد کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی اہم ایسی بشارت یا انذار والی بات بذریعہ رویا کشف یا الہام بتائی جائے اور اس کا تعلق جماعتی امور سے ہو تو ہو خلیفہ وقت کو اس سے بھی مطلع کرے یہ بھی تعاون علی البر کی بہترین صورت ہے۔

جہاں اللہ تعالےٰ نے شاورھم فی الامر کا ذریں ارشاد فرمایا۔ وہاں ہمارے لئے مشورہ کی حقیقی روح کا پانا بھی ضروری ہے۔ مشورہ کی حقیقی روح یہ ہے کہ جب مشورہ کے لئے بلایا جائے۔ تو پورے غور وفکر کے بعد نہایت دیانت داری سے اسلامی آداب کو مدنظر رکھ کر خلیفۂ وقت کے سامنے اپنی آراء رکھ دی جائیں اور پھر والامر الیاث کے مطابق خلیفۂ وقت کے فیصلہ کا انتظار کیا جائے۔ اور جو فیصلہ وہ فرمائیں خواہ وہ رائے عامہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسے مفید اور بابرکت سمجھتے ہوئے اسے تسلیم کر لیں۔ تمام برکات اور فوائد اسی سے وابستہ ہیں۔

اسی طرح بعض مصالح کے بنا پر اگر خلیفۂ وقت کسی سے کوئی مشورہ لیں اور مصلحت اس بات کا تقاضہ کرے کہ اسے مخفی رکھا جائے یا خلیفۂ وقت، خود ارشاد فرمائیں کہ اس امر کو مخفی رکھو تو پھر جس کو یہ حکم دیا گیا ہے اسے چاہیئے کہ المستشار موتمنٌ کے مطابق اس امانت کی حفاظت کرے۔ اسی طرح باقی جماعت کا فرض ہے کہ وہ یہ قطعاً کوشش نہ کریں کہ انہیں کسی ذریعہ سے یہ راز معلوم ہو جائے۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور خصوصاً جماعت کے وہ ذمہ دار احباب جن کے سپرد جماعت کے اہم کام ہیں۔ ان کا بھی فرض ہے کہ اس امر کی سختی سے پابندی کریں۔

بالآخر میں اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں نظام خلافت کی دل وجان سے اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

اٰمین اللّٰھم اٰمین

موسم گرما کیلئے
نئے ڈیزائنوں میں
پرنٹڈ وائل و لون اور
دیگر اقسام کے دیدہ زیب ملبوسات
احمد کلاتھ سٹورز
گولبازار ربوہ
سے خرید فرماویں

مرا دل اب کہیں لگتا نہیں ہے

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ سنگاپور۔ ربوہ

یہ ربوہ کی مقدس سرزمیں ہے
یہاں ہر اک پُر از نورِ یقیں ہے

چمن میں پھر بہار آئی ہے جس سے
وہ جوئے رحمتِ رحماں یہیں ہے

یہ دشت وکوہ، یہ جنگل بیابان
جو سچ پوچھو تو اک خلدِ بریں ہے

کوئی اک مرتبہ آ کر تو دیکھے
فضا ربوہ کی کتنی دلنشیں ہے

یہاں مھدیٔ دوراں کی جماعت
بحکم ایزدی بجستر گزیں ہے

ہے مرکز دائمی تو قادیاں ہی
مگر ربوہ بھی اب کچھ کم نہیں ہے

یہاں ہر حال میں سب سے مقدم
قیام خدمتِ شرعِ متیں ہے

یہی اب مرکز تبلیغ دیں ہے
یہی ملجائے قوم آخریں ہے

محمدؐ کے چمن کی آبیاری
ہمارا عین فرضِ اولیں ہے

ارے اے منکرِ حق وصداقت
یونہی بے سود ہی تو عیب چیں ہے

بنا ہے آسمانِ اھلِ ربوہ
تبھی ہی لاجرم ان کی زمیں ہے

نشانِ مصلح موعودؓ ہے یہ
محبت جن کی ہر دل میں مکیں ہے

زمیں بنجر تھی جو صدہا برس سے
وہاں اب ہر طرف ماءِ معیں ہے

کہاں صحرا سے بہہ نکلا یہ پانی
بڑی حیران عقل دوربیں ہے

تو کیا جلنے کہ اہلِ حق پہ یہ بھی
عطائے خاص ربّ العالمیں ہے

یہ ہے آرام گاہِ مصلح موعودؓ
یہاں مدفون ام المومنیں ہے

یہاں قائم ہے اسلامی خلافت،
خلیفہ ناصر ومنصورِ دیں ہے

مسیح پاک کا فرزند خامس
بفضلِ حق یہاں مسند نشیں ہے

کھنچی آتی ہیں جس کی سمت قومیں
مرے ہمدم یہ وہ حبلِ متیں ہے

غرض یہ شہر اہلِ "داغ ہجرت"
یقیناً آیۃٌ للعالمیں ہے

یہ سب لطف وکرم مولیٰ کا ہم پر
بفیض رحمت للعالمیں ہے

رہوں آ کر یہاں مَیں کیوں نہ صدیقؔ
مرا دل اب کہیں لگتا نہیں ہے

احمدیّت کا روحانی انقلاب

بہت سے لوگوں کو اس کا علم ہی نہیں کہ احمدیت دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ ان اسلام سے دور لوگوں کے نام الفضل جاری کروا کر انہیں احمدیت کی ان کامیابیوں اور کامرانیوں سے روشناس کروائیے ٭

(مینیجر الفضل ربوہ)

مسئلہ خلافت

کے سلسلے میں

بعض سوالات کے جوابات

(از محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے)

سوال:۔
لفظ خلیفہ اور خلافت کے معنی کیا ہیں؟

جواب:۔
سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خلیفۃ: من یخلف غیرہٗ ویقوم مقامہٗ۔ جو کسی کا قائم مقام اور جانشین ہو۔

(۲) السّلطان الاعظم۔ حاکمِ اعلیٰ۔ شہنشاہ۔

(۳) وفی الشرع الامام الّذی لیس فوقہٗ امامٌ۔ اور شرعی لحاظ سے خلیفہ کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ پیشرو اور حاکم جس کے اُوپر اور کوئی حاکم نہ ہو۔

اور الخلافۃ کے معنی ہیں الامارۃ حکومت النّیابۃ عن الغیر امّا لغیبۃ المنوب عنہ او لموتہٖ او لعجزہٖ او لتشریف المستخلف یعنی دوسرے کی نیابت کرنا خلافت کہلاتا ہے خواہ وہ نیابت جس کی نیابت کی گئی ہو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا موت یا کام سے عجز کی وجہ سے ہو اور بعض وقات یہ نیابت صرف عزّت افزائی کے لئے ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زمین پر خلیفہ بناتا ہے تو یہ صرف اُن کے اعزاز کی خاطر ہوتا ہے نہ کسی اَور وجہ سے اور شرعی معنے خلافت کے امامت کے ہیں۔ (اقرب)"

(تفسیر کبیر جلد اوّل۔ جُز اوّل صہ۲۷۳)

سوال:۔
آیت استخلاف میں مسلمانوں سے کس قسم کی خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے؟

جواب:۔
سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اِس آیت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اُن کو پہلی امّتوں کی طرح کی خلافت حاصل ہوگی اور پہلی امّتوں کی خلافت جیسا کہ قرآن کریم سے اوپر ثابت کیا جا چکا ہے تین قسم کی تھی (۱) ایسے انبیاء ان میں پیدا ہوئے جو اُن کی شریعت کی خدمت کرنے والے تھے (۲) ایسے وجود اُن میں کھڑے کئے گئے جو نبی تو نہ تھے لیکن خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے اُن کو اِن امّتوں کی خدمت کے لئے چُن لیا تھا اور وہ امّت کو صحیح راستہ پر رکھنے کے کام پر خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت لگائے گئے تھے (۳) اِن امّتوں کو خدا تعالےٰ نے پہلی قوموں کا قائم مقام بنایا اور پہلوں سے شوکت چھین کر اُن کو دی۔ یہ تین قسم کی خلافتیں ہیں جن کا مسلمانوں سے وعدہ تھا اور تینوں کے حصول سے ہی اسلام کی شوکت پوری طرح ظاہر ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مسلمانوں کو اِس وعدہ کے مطابق پہلی قوموں کی جگہ پر متمکّن کر دیا اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ (یعنی مندرجہ بالا تیسری قسم کی خلافتِ ملوکیت انہیں عطا کر دی۔ ناقل) اگر مسلمان ایمان اور عمل صالح پر قائم رہتے تو ہمیشہ کے لئے اُن کی شوکت قائم رہتی لیکن افسوس کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ دین کی طرف سے ہٹ کر دُنیا میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے غلطی سے سمجھا کہ دوسری اقوام کی طرح وہ دنیا میں مشغول ہو کر بھی ترقی کر سکتے ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا تھا کہ مسلمانوں کی ترقّی دوسری اقوام کی طرح نہ ہوگی بلکہ وہ جب ترقّی کریں گے ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ سے ترقی کریں گے۔ صدیوں کے تجربہ نے اِس صداقت کو ثابت کر دیا ہے۔ کاش وہ اَب بھی اپنی ترقّی کے گُر کو سمجھ کر ایمان اور عمل صالح کی طرف توجہ کریں۔

دوسری قسم کی خلافت انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ملی جبکہ اوّل حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ یکے بعد دیگرے نعمتِ خلافت سے متمتّع ہوئے اور اُن کی اِس نعمت سے تمام مسلمانوں نے حصّہ پایا۔ اگر بعد کے مسلمان اِس نعمت کی قدر کرتے تو وہ صحابہؓ کی ترقّی کی راہ پر گامزن رہتے اور آج اسلام کہیں کا کہیں پہنچا ہُوا ہوتا لیکن افسوس انہوں نے اس نعمت کی بھی قدر نہ کی اور بادشاہت کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس شان کو کھو بیٹھے جو خلافت کے ذریعہ ان کو حاصل ہوئی تھی۔

تیسری قسم کی خلافت جو تابع انبیاء کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی اس کی طرف سے مسلمان ایسے غافل ہوئے کہ آخری زمانہ میں اس قسم کی نبوت کا سرے ہی سے انکار کر دیا اور بابِ نبوت کو خواہ غیر تشریعی ہی کیوں نہ ہو بند کر کے اِس عظیم الشان فضل سے مُنکر ہو گئے۔ جو اِس زمانہ میں صرف اسلام سے ہی مخصوص تھا اور جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا ایک زبردست ثبوت تھا کیونکہ تابع کی نبوّت متبوع کی نبوّت اور شان کو بڑھاتی ہے اور روشن کرتی ہے نہ کہ کم کرتی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ذریعہ سے اس پُرفتن زمانہ کی اصلاح اور اسلام کو دوبارہ اس مقام پر کھڑا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے پھر اس تابع نبوّت کا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسبِ حال امّتی نبوّت ہے دروازہ کھولا ہے اور آپ کے ذریعہ سے اس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا ہے جس سے پھر ایک دفعہ ساری دُنیا میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو ایک ہاتھ پر جمع ہو کر خدمتِ اسلام کر رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کو اُن کا حق دلانے کے لئے رات دِن جدّوجہد کر رہا ہے اور وہ دن دُور نہیں جب پھر دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور کُفر بھاگ جائے گا۔

سیھزم الجمع ویولّون الدّبر انشاء اللہ تعالیٰ۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل جُز اوّل صہ۳۰۷)

سوال:۔
سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کی کیا حقیقت بیان فرمائی ہے؟

جواب:۔
سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں خلافت کی یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسولِ کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اِسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی بھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن صہ۵۷)

دوسری جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ انبیاء و رسل کے علاوہ مشائخ کی وفات پر بھی ایک زلزلہ آتا ہے اور اللہ تعالےٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اُسے مٹاتا ہے۔ گویا حضور علیہ السلام کے نزدیک خلافت متبوع کے وجود کا ظلّی طور پر دنیا میں لمبے عرصہ تک قائم و باقی رہنا ہے تا دنیا متبوع کی برکات سے لمبے عرصہ تک متمتّع ہوتی چلی جائے۔

سوال:۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں فرمایا ہے کہ میرے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ کیا اس سے مُراد خلافت ہے۔

جواب:۔
یقیناً اِس سے مُراد خلافت ہی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے الوصیّت میں قیام قدرتِ ثانیہ کی مثال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے

اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے ۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔"

(الوصیت)

سوال :۔

قیامِ خلافت سے مقصد و مدّعا کیا ہوتا ہے ۔

جواب :۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیرِ کبیر میں سُورۂ نُور کی تفسیر زیرِ آیت اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض میں فرماتے ہیں :۔

" پھر نبوت میں یہ نُور آکر مکمل تو ہو جاتا ہے لیکن اُس کا زمانہ پھر بھی محدود ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی بھی موت سے محفوظ نہیں ہوتے ۔ پس اُس روشنی کو دُور تک پہنچانے کے لئے اور زیادہ دیر تک قائم رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ کوئی اور تدبیر کی جاتی ۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک ریفلیکٹر بنایا جس کا نام خلافت ہے ۔ جس طرح طاقچہ تین طرف سے روشنی کو روک کر صرف اس جہت میں ڈالتا ہے جدھر اس کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اسی طرح خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ۔ ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصّہ ضائع نہیں ہوتا ۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجّہ کے بغیر رہ جاتے اور تفرقہ اور شقاق کی وجہ سے کسی نظام کے ماتحت جماعت کا روپیہ اور اس کا علم اور اس کا وقت خرچ نہ ہوتا ۔ غرض خلافت کے ذریعہ سے الٰہی نُور کو جو نبوّت کے ذریعہ سے مکمل ہوتا ہے ممتد اور لمبا کر دیا جاتا ہے ۔ چنانچہ دیکھ لو الٰہی نُور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا بلکہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو سوا دو سال اَور بڑھا دیا گیا ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہی نُورِ خلافت عمرؓ کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا اور ساڑھے دس سال اس کی مدّت کو اَور بڑھا دیا گیا پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد وہی نُور عثمانی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور بارہ سال اس کی مدّت کو اَور بڑھا دیا گیا ۔ پھر حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد وہی نُور علوی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور چار سال نو ماہ اُس نُور کو اَور لمبا کر دیا گیا ۔ گویا تیس سال الٰہی نُورِ خلافت کے ذریعہ لمبا ہو گیا ۔ پھر ناقص خلافتوں کے ذریعہ سے تو یہی نُور چار سَو سال تک سپین اور بغداد میں ظاہر ہوتا رہا ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح خلافت وہ ریفلیکٹر ہے جو نبوّت اور الوہیّت کے نُور کو لمبا کر دیتا ہے اور اُسے دُور تک پھیلا دیتا ہے ۔" (تفسیرِ کبیر جلد پنجم حصّہ اوّل صفحہ ۳۲۰-۳۲۱)

سوال :۔

خلافتِ راشدہ کتنے عرصہ تک قائم رہتی ہے ۔

جواب :۔

خلافت ایک اعلےٰ انعام ہے جس کا وعدہ اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے اعلےٰ معیار کے ساتھ مشروط ہے ۔ جب تک جماعت ایمان اور اعمالِ صالحہ اور خصوصًا خلافت کی افادیّت و حقیّت پر ایمان اور خلافت کو قائم رکھنے والے اعمال کے اعلےٰ معیار کو قائم رکھتی ہے ۔ خلافتِ راشدہ کا انعام اُس میں جاری رہتا ہے ۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

" پس خلافت ایک الٰہی انعام ہے کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے ۔ وہ خدا تعالیٰ کے نُور کے قیام کا ایک ذریعہ ہے جو اس کو مٹانا چاہتا ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے ۔ ہاں وہ ایک وعدہ ہے جو پُورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانہ کی لمبائی مومنوں کے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہے ۔"

(تفسیرِ کبیر جلد پنجم جزو اوّل صفحہ ۳۳۰)

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر

(اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ)

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

سے حاصل کریں

(مینیجر)

ضرورت پڑنے پر

کپڑے کی خریداری کے لئے آپ ہمیشہ اپنی دُکان

الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵ انارکلی لاہور

کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں ہر قسم کا لیڈیز کپڑا مثلاً ساٹن ۔ بروکیڈ ۔ شنیل ۔ کریب پرنٹ و پلین اور اعلیٰ قسم و بالکل نئے ڈیزائنوں میں کیرالین ۔ وائل اور لون پرنٹ مل سکتی ہیں ۔ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں ۔

نیاز احمد

پروپرائٹر :۔ الفردوس ۸۵ ۔ انارکلی لاہور

خلافتِ ثالثہ کی خصوصیات

خلافتِ ثالثہ کا قیام اور اس کا استحکام اور اللہ تعالیٰ کا ایک خاص نشان ہے

(مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ احمدیہ)

قبل اس کے کہ خلافتِ ثالثہ کی خصوصیات تفصیلاً بیان کی جائیں قارئین کرام کو جاننا چاہیئے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء کے فتنہ منافقین کے زمانہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لئے انتخابِ خلافت کے قواعد مرتب کر کے جماعت کے سامنے پیش کئے تھے اور آپ نے حضرت عمرؓ کے نقشِ قدم پر انتخابِ خلافت کے لئے جماعت کی نمائندہ ایک مجلس مرتب فرمائی تھی جو صدر انجمن احمدیہ کے ناظران تحریک جدید کے وکلاء، بیرونی ممالک میں تبلیغ کا شرف حاصل کرنے والے مبلغین اور صحابہ کرام اور امراء اضلاع وغیرہم پر مشتمل تھی نمائندگان کی بھاری اکثریت یعنی ۲۰۵ افراد حضرت مصلح موعود کی وفات کے دن ۲۴ گھنٹے کے اندر انتخاب کے لئے ربوہ پہنچ گئے تھے۔ (باقی معذور تھے) جنہوں نے مسجد مبارک میں بیٹھکر حضرت مصلح موعودؓ کی فرمودہ ہدایات کے مطابق زیر صدارت ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ خلیفہ وقت کا انتخاب کیا جس کی مکمل رپورٹ دستخطی سیکرٹری مجلس مشاورت اور ناظر اعلیٰ اور اس وقت کے زود نویس کے شعبہ اخبار جِ الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۵ء کے پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔

اس مجلس انتخاب کی بھاری اکثریت نے سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خلیفہ ثالث منتخب کیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

"خلافتِ ثالثہ کی خصوصیات" خلافتِ ثالثہ کا قیام اور اس کا استحکام خدا تعالیٰ کے ان آسمانی نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان ہے جو صداقت احمدیت کے لئے خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں دکھلاتا رہا ہے اور دکھلاتا رہے گا انشاء اللہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ تا قیامت تمہارے ساتھ رہے گی۔ آپ کی صداقت کا یہ نشان ایک دفعہ ۱۹۰۸ء میں دنیا نے دیکھا۔ پھر ۱۹۱۴ء میں دیکھا پھر اس زمانہ میں جب حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کا حادثہ آیا تو کیا احبابِ جماعت اور کیا دوسرے لوگ ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی وجہ سے قلوب پر کیسا خوف و ہراس طاری تھا۔ ہر دل مغموم اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ہمیں ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی وہ رات اچھی طرح یاد ہے۔ جب رات کو مسجد مبارک ربوہ میں مجلسِ انتخابِ خلافت کا انتخاب کر رہی تھی اور مسجد کے گیٹ کے باہر ہزار ہا غم زدہ احمدی احباب دلوں کو تھامے ہوئے ذکر الٰہی کرتے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے کہ اے خدا تو اپنا اس یتیم جماعت کا مداوا فرما اور ہمیں اس نازک موقع پر قدرتِ ثانیہ کی برکات سے محروم نہ رکھنا۔ اتنے میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اعلان ہوا کہ مجلس انتخاب نے سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خلیفۃ المسیح منتخب کر لیا ہے اس اعلان کا سننا تھا۔ کہ بجھے ہوئے دلوں میں از سر نو زندگی پیدا ہو گئی ہر تن بےجان میں ایک برقی رَو سرایت کر گئی۔ پژمردہ چہرے کھل گئے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے تقریباً ۶۰۰۰ افراد نے اسی وقت بیعت کی اور صبح دوسرے روز شام تک تقریباً ساٹھ ستر ہزار افراد بیعت سے مشرف ہوئے ہر دل تسلی اور اطمینان پا گیا اور ہر احمدی حمد و شکر کے ترانے پڑھ رہا تھا کہ الحمد للہ خدا نے وعدۂ آیت استخلاف کے مطابق اور الوصیت کی پیشگوئی کے مطابق پھر ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا اور ایک ہاتھ پر متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائی اس انتخاب سے جماعت کو ایک نئی زندگی نصیب ہوئی اور وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا کی پیشگوئی کا ظہور ہم نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا یہ انتخاب خلافت تاریخ خلافت اسلامیہ میں ان محدود مخصوص انتخابات میں سے ایک ہے جو بغیر کسی منازعت جھگڑے جنبہ داری اور بغیر لاطائل بحث و استدلال پر وقت خرچ کئے محض خدا کے فضل سے انعقاد پذیر ہوا بلکہ خاکسار کے نزدیک خلافتِ ثالثہ کا قیام اور اس کا انعقاد جس پُر امن ماحول، قواعد منضبطہ تنظیم کے ساتھ ہوا ایک ایسی جزوی فضیلت رکھتا ہے جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی باون سالہ دَورِ خلافت کی پُر سوز دعاؤں اور تربیت کا نتیجہ ہے جو حضور نے مسئلہ خلافت کو ٹھوس بنیادوں پر جماعت کے قلوب اور دماغوں میں راسخ کیا اور حضرت مصلح موعود نے سابقہ نظائر کو پیش رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو جتنی ترتیب دی یہ خدا تعالیٰ نے آپ کے حصہ میں ہی رکھی تھی جیسا کہ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

> "خدا تعالیٰ نے جبکہ مجھے
> خلافت کے منصب پر کھڑا
> کیا ہے تو مجھ پر واجب تھا کہ
> دیکھوں پہلے خلیفوں کے
> وقت کیا ہوا تھا اس کے لئے
> میں نے نہایت کوشش کے
> ساتھ حالات کو جمع کیا ہے
> اس سے پہلے کسی نے ان
> واقعات کو اس طرح ترتیب
> نہیں دیا۔"
>
> (انوارِ خلافت صفحہ ۱۳)

پس خلافتِ ثالثہ کا یہ قیام ہی خود بخود اپنے اندر ایک ایسی خصوصیت رکھتا ہے جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ تاریخ دان حضرات جانتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ کے پہلے دَور میں خلافتوں کے انعقاد کے وقت کتنی بحثیں ہوئیں اور اس طرح خلافت سیدنا مصلح موعودؓ کے انعقاد کے وقت کتنے جھگڑے ہوئے اس لحاظ سے خلافتِ ثالثہ ایک تاریخی خصوصیت کی حامل ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت۔

خلافتِ ثالثہ کے ذریعہ سے آنحضرت صلعم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود کے خلفاء دو سے زیادہ ہوں گے اور لفظ جمع استعمال کیا گیا تھا۔ حدیث ہے:۔

> " ليجدن عيسى بن مريم
> في امتي خلفاء من حواريه"
>
> (درِّ منثور صفحہ ۲۴۵ ج دوم)

کہ مسیح محمدی کے خلفاء دو سے زیادہ ہوں گے اگر صرف ایک یا دو خلیفے آنے ہوتے تو آنحضرت صلعم "خلیفۃ" یا "خلیفتان" کا لفظ بیان فرماتے۔ پس خلافتِ ثالثہ کے ذریعہ سے آنحضرتؐ کی بیان فرمودہ پیشگوئی لفظاً بہ لفظاً پوری ہوتی۔

(۳) خلافتِ ثالثہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود سے آنحضرت صلعم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس کے الفاظ ہیں:۔

> لو كان الايمان معلقاً
> بالثريا لناله رجل
> او رجال من هولاء۔
>
> (بخاری کتاب التفسیر)

کہ ابناء فارس میں سے ایک یا دو سے زیادہ رجال دین کو از سرِ نو دنیا میں لائیں گے پس رجال جمع کا لفظ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کے بعد حضرت خلیفہ ثالث کے بابرکت وجود پر بھی اطلاق کیا گیا ہے اور چونکہ وہ سارے ایک ہی روحانی سلسلہ کے خادم ہوں گے۔ اور ایک ہی شخص کی ذریت ہوں گے اس لئے گویا وہ باوجود کئی ہونے کے ایک ہی شخص کا حکم رکھتے ہوں گے۔

(۴) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یہود کی حدیث کی کتاب طالمود کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں جس میں لکھا ہے:۔

> ترجمہ:۔ "یہ بھی ایک روایت ہے کہ مسیح موعود کی وفات پانے کے بعد آسمانی بادشاہت (روحانی بادشاہت) اس کے فرزند اور پھر اس کے پوتے کو ملے گی۔"
>
> (طالمود مرتبہ جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

(۵) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں حضور نے پانچویں بیٹے کی خبر دی تھی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کے چار بشیر فرزند خدائی وعدہ کے مطابق ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۹ء کے عرصہ میں پیدا ہو چکے تو خدا نے آپ کو ایک پانچویں بیٹے کی خبر دی جس کو آپ نے پوتے پر چسپاں کیا اس پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اوّلؓ اور خلیفہ ثانیؓ کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"الحمد للّٰہ الّذی وھب لی
علی الکبر اربعۃً من
البنین وانجز وعدہٗ
من الاحسان وبشّرنی
بخامسٍ فی حینٍ من
الاحیان"

(مواہب الرحمان صفحہ ۱۳۹)

یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور پانچواں لڑکا جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸)

اس الہام کے مختلف الفاظ ہیں جس میں حضور کو پانچویں بیٹے کی بشارت دی گئی تھی لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حضرت اقدس نے اس کو پوتے پر چسپاں کیا ہے۔

الفاظ ملاحظہ ہوں :-

(۱) انّا نبشّرک بغلامٍ حلیم
(ستمبر ۱۹۰۷ء) تذکرہ صفحہ ۵۲۸)

(۲) انّا نبشّرک بغلامٍ اسمہٗ
یحییٰ (تذکرہ صفحہ ۳۸۷)

(۳) انّا نبشّرک بغلامٍ نافلۃً لک
(تذکرہ صفحہ ۵۹۹)

(۴) انّا نبشّرک بغلامٍ حلیم
ینزل منزل المبارک۔
ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت
(تذکرہ صفحہ ۳۳۷)

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجتہاداً اپنے پہلے پوتے نصیر احمد مرحوم پر اس کو چسپاں کیا لیکن واقعات نے اس کی وفات کے بعد ثابت کر دیا کہ لمبا عرصہ زندہ رہنے والا وہ پوتا ہے جو حضرت یحییٰ کی طرح جماعت کا نمائندہ اور امام ہوگا۔

ان الہامات میں اس موعود پوتے کو شبیہ مبارک بھی کہا گیا ہے اور اس کا نام عید مبارک بھی رکھا گیا ہے۔ اس کا نام یحییٰ بھی رکھا گیا ہے۔ چونکہ حضرت اقدس کا چوتھا بیٹا مرزا مبارک احمد فوت ہو گیا تھا لہٰذا خدا تعالیٰ نے بطور تسلی فرمادیا کہ تیرا ایک پوتا قائمقام مبارک ہوگا۔ اور اس کا ایک نام عید مبارک بھی ہے۔ یعنی جس دن وہ جماعت کی قیادت سنبھالے گا جماعت کے لئے عید اور خوشی کا دن ہوگا۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ خلافتِ ثالثہ کے پُرامن انتخاب اور قیام کی مثال نہیں ملتی اور وہ دن اس لحاظ سے جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک خصوصی عید کا دن تھا۔ اِسی پسرِ خاص اور موعود پوتے اور

شبیہ مبارک کے متعلق خلفاءِ احمدیت کی آراء ملاحظہ ہوں :-

(۱) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں :-

"مبارک احمد کے بدلہ میں اگر اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا کرے جس کا ہم کو یقین ہے کیونکہ اللہ اور رسول کا ہم سے وعدہ ہے کہ اگر ہر ایک ہم میں سے اللّٰھمّ اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا" دل سے پڑھے تو اسے نعم البدل عطا ہوتا ہے۔ پس ہم نے ایمان سے اس کو پڑھا اور جس دن پانچواں مبارک احمد دنیا میں آیا اور علم فرائض میں "ولابن الابن حکم الابن" موجود ہے تو آپ لوگ کیا کریں گے؟"

(رسالہ "وفات مسیح موعودؑ" مصنفہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ شائع کردہ ۱۴ر جون ۱۹۰۸ء)

(ب) سیّدنا مصلح موعودؓ لکھتے ہیں :-

"خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایک شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا اور خود حضرت اقدس کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ انہوں نے بھی ایک الہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا۔ اگر ان کو خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے!"

(رسالہ صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے صفحہ ۱۵ مطبوعہ جون ۱۹۰۸ء)

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے آج سے سینتیس سال قبل تفہیمات ربانیہ کے پہلے ایڈیشن میں اسی الہام پر مخالفین کو جواب دیتے ہوئے لکھا تھا :-

جواب سوم :- شبیہ مبارک احمد کے متعلق ضروری تھا کہ حضرت کی اپنی صلب سے نہ ہو چونکہ یہ الہامِ الٰہی کے خلاف تھا۔ صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش پر جو الہام ہوا اس میں لکھا ہے :-

انّی اسقط من اللّٰہ واصیبہٗ۔
کفٰی ھذا۔

(وحی ۱۳ر جون ۱۸۹۹ء)

پہلے فقرہ میں مبارک احمد کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اور اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور دوسرے فقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب نرینہ اولاد کافی ہو گئی ہے۔ یعنی آئندہ کوئی لڑکا آپ کے گھر نہ ہوگا۔ گویا صاف کھل گیا کہ شبیہ مبارک احمد آپ کے صلب سے نہ ہوگا بلکہ وہ آپ کا پوتا ہوگا۔ اے منکرین سنو اور گوشِ ہوش سے سنو کہ مبارک احمد کا قائم مقام اور شبیہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہونے والا مولود مسعود ہے جس کا نام صاحبزادہ ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ ہے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا فرزند ارجمند ہے۔ کیا کوئی ہے جو ایمان لائے؟

(تفہیمات ربانیہ صفحہ ۱۳۳)

ہر قسم کا چمڑا اکینوس و فائبر کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ اٹاچی کیس ہولڈال۔ ہینڈ بیگ۔ بریف کیس۔ دیگر سفر کی ضروریات کا سامان اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے ہمارے شوروم میں تشریف لاویں۔

ایم الٰہی بخش حسین بخش۔ ۱۳۱۔ انارکلی لاہور

احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دکان

پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے بہترین ملبوسات

لیڈیز اینڈ جینٹس کے لئے پسند کیجئے

ملتان کلاتھ ہاؤس رجسٹرڈ

چوک بازار ملتان شہر

مالکان: چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمدؐ

ٹیلیفون دکان ۲۵۱۰ رہائش گاہ ۲۵۱۰-۲

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا دورِ خلافت ایک خصوصی بشر دور ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی ہے کہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ حکومت ہو یا عوام ہوں جو بھی خلیفۂ ثالث سے ٹکرے گا۔ تباہ ہو جائے گا چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:۔

"اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا۔ اور تباہ کیا جائے گا"

(خلافت حقہ اسلامیہ ص١٧)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا۔ اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"

(خلافت حقہ اسلامیہ ص١٨)

٧۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ خصوصی شعر ہے:۔

مرا ناصر مرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

(کلام محمود)

٨۔ ١٩٤٧ء میں ایک دفعہ صحابہ کا گروپ فوٹو لیا جانے لگا۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب محفل کے صدر تھے۔ جب گروپ فوٹو ہونے لگا تو حضرت میاں صاحب نے دیکھا کہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ممبران سٹاف کے ساتھ باہر کھڑے ہیں یعنی فوٹو میں شامل نہیں ہیں اس پر آپ نے فرمایا:۔

"میں میاں ناصر احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرزند نسبتی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ ان کی پیدائش حضور علیہ السلام کے بعد ہوئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایک لڑکے کی پیدائش کی خبر دی تھی جس کے متعلق فرمایا تھا کہ یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَک
کہ وہ مبارک کا قائم مقام ہوگا سو مبارک کے قائم مقام میاں ناصر احمد صاحب ہیں۔ ان کی شکل و صورت و حلیہ مبارک احمد مرحوم سے ملتا ہے اس لحاظ سے میاں ناصر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند نسبتی ہیں۔ اور ان کو صحابہ مسیح موعود میں فرزند نسبتی ہونے کی حیثیت سے شامل ہونا چاہیئے"

(الفضل ٢٤ اردسمبر ١٩٦٥ء)

٩۔ خلافت ثالثہ کا دور بھی ایک موعود دور ہے جس کا ایک ناقابل تردید ثبوت یہ بھی ہے کہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ پر ١٩٠٩ء میں یہ انکشاف فرمایا گیا کہ آپ کو دین کا ناصر فرزند عطا ہوگا۔ حالانکہ آپ کے اولین پیدا ہونے والے لڑکے حضرت میاں نصیر احمد کے انتقال پر کئی سال گزر چکے تھے اور بعض مستورات حضرت سیدہ اُمّ ناصر کو مزاحاً کہا کرتی تھیں کہ آپ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوتا (بحوالہ کتاب میری والدہ) اس زمانہ میں آپ کو الہام ہوا اور حضور نے ایک احمدی کو اس خوشخبری کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا"

والسلام مرزا محمود احمد

اس خط کا چربہ تاریخ احمدیت جلد ٤ صفحہ ٣٢ پر شائع ہو چکا ہے اور عجیب تصرف ملاحظہ ہو کہ الفضل ٨ راپریل ١٩١٥ء کے پرچہ میں اس کا عنوان یہ ہے:۔

"ایک ناصر دین لڑکے کی پیشگوئی"

اور جب خلافت ثالثہ قائم ہوئی تو پاکستان پریس نے بھی حضور کے خلیفہ منتخب ہونے کی خبر میں "ناصر الدین" کا نام استعمال کیا۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے:۔

"احمدیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو آج سہ پہر ربوہ میں دفنا دیا گیا ان کی نماز جنازہ میں تقریباً ۵۰ ہزار افراد نے شرکت کی نماز جنازہ نئے سربراہ مرزا ناصر الدین احمد نے ادا کی"

(نوائے وقت ١٠ رنومبر ٦٥ ١٩ء)

روزنامہ امروز نے لکھا ہے:۔

"نماز جنازہ فرقے کے نئے سربراہ حافظ ناصر الدین احمد نے پڑھائی"

(١٠ رنومبر امروز لاہور)

١٠۔ خلافت ثالثہ کی ایک یہ خصوصیت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں جس میں حضور فرماتے ہیں:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں"

(الفضل ٢٤ دسمبر ١٩٥٠ء)

پس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اہل فارس کے تیسرے کامل مرد ہیں جن کا ذکر اس پیشگوئی میں ہے۔

١١۔ خلافت ثالثہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سیدنا حضرت مصلح موعود کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں جس میں آپ نے فرمایا تھا:۔

"لگ ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں پھیلا نہیں دیتا اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی"

(خطبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ الفضل ١٧ ستمبر ١٩٥٠ء)

پس خلافتِ ثالثہ سیدنا حضرت مصلح موعود کی اصطلاح قدرت ثالثہ کا نام بھی رکھتی ہے

١٢۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ایک خط میں لکھتی ہیں جو آپ نے حضرت شمس رضی اللہ عنہ صاحب کو لکھا تھا:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا۔ یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر بچی کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ بچا ہے جو مجھے

ہر قسم کا کاغذ اور گتہ
بازار سے رعایتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور
پر
تشریف لاویں
فون نمبر دکان ٦٤٥٢٣
گھر ملک عبداللطیف ستکوہی ٦٢٥١٦
گھر ملک محمد حنیف ٦٢٥١٨

ہونے میں مبارک کہلاتا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں ایک بار میرے سامنے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جان سے اور بڑے زور سے اور بہت یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ "تم کو مبارک کا بدلہ بہت جلد ملے گا بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں تو مجھے مبارک احمد کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے آرہا ہے اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس نے آکر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا اور وہ لڑکا ہے اور کہا لو آپا یہ میرا بدل ہے"

(یہ فقرہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا) میں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدس علیہ السلام کو سنایا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا اور فرمایا تھا کہ بہت مبارک خواب ہے آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر سلمہ اللہ تعالیٰ کو اماں جانؓ نے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ اماں جان کے ہی ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا اور کوٹھی بھی بنوا کر دی۔ (السفرت) تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہوں گے اب بھی جانتے ہوں گے کہ حضرت اماں جانؓ ناصر کو مبارک سمجھ کر اپنا بیٹا ظاہر کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں یہ تو میرا مبارک ہے۔ عائشہ والدہ نذیر احمد جس کو حضرت اماں جانؓ نے پرورش کیا اور آخر تک ان کی خدمت میں رہی۔ یہی ذکر اکثر کیا کرتی ہے کہ اماں جان تو ناصر کو اپنا مبارک ہی کہا کرتی تھیں کہ یہ تو میرا مبارک مجھے ملا ہے۔ کئی سال ہوئے میں بہت بیمار ہوئی تو میں نے ایک کاپی میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعض باتیں جو جو یاد تھیں لکھی تھیں۔ ان میں یہ روایت اور اپنا خواب بھی لکھا تھا وہ کاپی میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔ والسلام۔ مبارکہ"

(بشارات ربانیہ صـ۱۸)

(۱۳) خلافت ثالثہ کی ایک خصوصیت ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود کے نورِ خلافت سے منوّر ہونے کے ذریعہ سے حضرت مصلح موعودؓ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے جو دس سال پہلے آپ نے بیان فرمائی تھی کہ ناصر کے جسم میں کسی خدائی نور سرایت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں فرمایا:۔

"میں واپسی کے وقت غالباً زیورک میں تھا کہ میں نے خواب دیکھی کہ میں ایک راستہ پر گزر رہا ہوں کہ مجھے اپنے سامنے ایک ریوالونگ لائٹ یعنی چکر کھانے والی روشنی نظر آتی جیسے ہوائی جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے منارہ پر تیز لیمپ لگائے ہوئے ہوتے ہیں جو گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے خواب میں خیال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے پھر میرے سامنے ایک دروازہ ظاہر ہوا جس میں پھاٹک نہیں لگا ہوا۔ بغیر پھاٹک کے کھلا ہے۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ جو شخص اس دروازہ میں کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا نور گھومتا ہوا اس کے اوپر پڑے تو خدا تعالیٰ کا نور اس کے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ میرا لڑکا ناصر احمد اس دروازہ کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا اور وہ چکر کھانے والا نور گھومتا ہوا اس دروازہ کی طرف مڑا اور اس میں سے تیز روشنی گذر کر ناصر احمد کے جسم میں گھس گئی۔"

(الفضل ۸ راکتوبر ۱۹۵۵ء)

پس یہ نورِ الٰہی کی روشنی خلافتِ حقہ کا نور ہے۔

(۱۴) خلافتِ ثالثہ کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کے قیام کے وقت حضرت مصلح موعودؓ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی جو آپ نے اکاون سال پہلے ۱۴ء میں فتنہ پیغامیت کے زمانہ میں خدا سے علم پاکر کی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا:۔

"اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور یہ جلد تباہ ہو جائیں گے اور اس وقت ہمارے ساتھ زلزلوا زلزالاً شدیداً کا معاملہ ہے۔ یہ ایک آخری ابتلاء ہے جیسے کہ احزاب کے موقع کے بعد پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا آخری حملہ ہے خدا تعالیٰ چاہے ہم کامیاب ہوں تو پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا بلکہ ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔ نبی کریم صلعم نے احزاب کے موقع پر فرمایا تھا کہ اب ہم ہی دشمن پر حملہ کریں گے اور اسے شکست دیں گے اور دشمن کبھی پھر حملہ آور نہ ہوگا۔ یہ آخری ابتلاء ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا۔"

(الفضل ۲۵ رمارچ ۱۹۱۴ء)

پس خلافتِ ثالثہ کے انعقاد کے وقت ہم نے یہ پیشگوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھی اور بغیر کسی معمولی خطرہ یا فتنہ و فساد کے خلافتِ ثالثہ مستحکم ہو گئی اور دشمنانِ احمدیت کو کسی خوشی کا دوبارہ موقع نہ مل سکا یا دشمنانِ خلافت کو۔

(۱۵) خلافتِ ثالثہ کے پُرامن قیام کی پیشگوئی ۱۹۴۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے کردی تھی جس میں تصریحاً مذکور ہے کہ خلافتِ ثالثہ کے قیام کے وقت کوئی خرابی پیدا نہ ہوگی اور جماعت کا اتحاد برقرار رہے گا جیسا کہ حضور لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا "موتُ حسنٍ موتُ حسنٍ فی وقتٍ حسنٍ"۔ کہ حسن کی موت اچھے وقت میں کامیابی کے ساتھ ہوگی۔"

اس کی تشریح میں حضور لکھتے ہیں:۔

اس الہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہترین ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم سورۃ فلق جزو چہارم صـ۱۸۹)

(۱۶) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا وجود اس لحاظ سے بھی خاص امتیاز کا حامل ہے کہ آپ کو بھی کلامِ الٰہی میں مظہر الحق والعلاء کا خطاب دیا گیا کیونکہ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مصلح موعود کی پیشگوئی میں یہ الفاظ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو القاء کئے گئے تھے لیکن جب حضرت مصلح موعودؓ پیدا بھی ہو گئے اور دوسری مبشر اولاد بھی پیدا ہو گئی تو حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے زمانہ میں تقریباً ۱۹۰۶ء میں حضور کو پھر دوبارہ یہ الہام ہوتا ہے کہ:۔

انّا نبشّرک بغلامٍ مظہر الحق

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی - دیار - کیل - پڑتل - چیل
کافی تعداد میں موجود ہے - ضرورت منداحباب ہمیں خدمت
کا موقع دے کر مشکور فرماویں -

گلوب ٹمبر کارپوریشن
۲۵ - نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور - فون ۶۲۶۱۸

سٹار ٹمبر سٹور
۹۰ - فیروزپور روڈ - لاہور

لائلپور ٹمبر سٹور
راجباہ روڈ لائلپور - فون ۳۸۰۸

بائیسکل ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل ورکس (نیلا گنبد) لاہور

والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء اِنّا نبشّرک بغلامٍ نافلۃً لک۔ (تذکرہ ص۶۲۶)

ترجمہ:- ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔"

اس الہام میں اُسی غلام مظہر الحق والعلاء کو پوتا سے تعبیر کیا گیا ہے اور ایک الہام دوسرے کی تشریح کر رہا ہے۔

(۱۷) خلافتِ ثالثہ کی ایک یادگاری خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے منصبِ خلافت پر فائز ہونے سے صرف چند روز پہلے پاکستان میں دمدار ستارہ نمودار ہوا جس کے متعلق روزنامہ "امروز" لاہور لکھتا ہے:-

"دمدار ستارہ — اِکیا سیکی"

"پاکستان کے مختلف شہروں میں گذشتہ ہفتہ عشرے سے رات کے پچھلے پہر آسمان پر جنوب مشرق کی جانب ایک دمدار ستارہ نظر آ رہا ہے۔ باہر کے ملکوں کے لوگ بھی اس دمدار ستارے کا نظارہ کر رہے ہیں۔ اس ستارے کو پہلے پہل جاپان کے دو شوقیہ ماہرینِ فلکیات کاؤڑوا اِکیا۔ اور سوڈسیکی نے دیکھا تھا چنانچہ انہی کے نام پر اسے "اِکیا سیکی" کا نام دیا گیا۔۔۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ بتدریج سورج کی کشش سے دُور ہوتا جائے گا۔۔۔۔۔ اور پھر غالباً ۲۹۰۰ء میں دوبارہ دکھائی دے گا۔"

(امروز لاہور ۵ر نومبر ۶۵ء)

اور اس قسم کے آسمانی نشانات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:-

"جب کوئی نبی یا وارثِ نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اس کے ارہاصات ظاہر ہونیوالے ہوں یا کوئی بڑی خفیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے انکار کرنا نادانی ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

پس معلوم ہوا کہ یہ آسمانی شہادت گواہی دیتی ہے کہ خلافتِ ثالثہ کا دَور خدا کے نزدیک ایک کامل وارثِ نبوت خلیفہ برحق کا دَور ہے۔

(۱۸) جس طرح آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت کے متعلق بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ اللہ اور مومن سوائے ابوبکرؓ کے سب کی خلافت کا انکار کریں گے

"یأبی اللّٰہ ویأبی المومنون الّا ابابکر" (بخاری)

اور پھر واقعات نے اس امر کو حقیقت ثابت کر دیا اور حضرت ابوبکرؓ ہی خلیفہ چُنے گئے اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے "خلافتِ حقّہ اسلامیہ" میں لکھا تھا:-

"خلافت تو خدا اور جماعتِ احمدیہ کے ہاتھ میں ہے اگر خدا اور جماعتِ احمدیہ خاندانِ بنو فارس میں خلافت رکھنے کا فیصلہ کریں تو یہ حضرت خلیفہ اوّل کے بیٹے کون ہیں جو اس میں دخل دیں۔"

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ ص۲۱)

پس خدا تعالےٰ اور جماعتِ احمدیہ نے حضرت خلیفہ ثالث کو خلیفہ منتخب کر کے حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ کی تصدیق فرما دی اور خلافت ابناءِ فارس ہی کو ملی۔

(۱۹) خلافتِ ثالثہ کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ پہلے وہ خلیفہ ہیں جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی فرمودہ شرائط کے مطابق خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اُس حلفیہ عہد کو دہرانے کی سعادت حاصل کی جس کی وصیّت حضرت مصلح موعودؓ نے ان الفاظ میں کی تھی:-

"اور مَیں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ جو بھی خلیفہ چُنا جائے وہ کھڑے ہو کر یہ قسم کھائے کہ مَیں خلافتِ احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور مَیں خلافتِ احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کرونگا۔ ۔۔۔ الخ"

(خلافتِ حقّہ اسلامیہ ص۲۶)

(۲۰) حدیثِ نبوی المومن یَرٰی و یُریٰ لہٗ کے مطابق ویسے تو ہر مومن کچھ نہ کچھ رؤیائے صادقہ سے حصّہ پاتا ہے اور کبھی اس کے بارہ میں دوسروں کو رؤیا دکھائی جاتی ہیں لیکن خلافت کی اہمیت اور خدائی منشاء کے اظہار کے لئے اور ازدیادِ ایمان کے لئے ایسے مواقع پر کثرت سے خوابیں۔ کشوف اور الہامات لوگوں کو ہوتے ہیں۔ لہٰذا خلافتِ ثالثہ کی بھی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے انعقاد سے پہلے تقریباً تین سَو مومنوں کو خوابوں میں اور الہامات میں خلافتِ ثالثہ کی بشارات دی گئی تھیں جن میں سے حضرت شمس صاحبؓ نے اپنی کتاب "بشاراتِ ربانیہ" میں پچاسی۸۵ بزرگوں کی خوابیں اور کشوف شائع بھی کر دئے تھے۔ احباب اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲۱) جس طرح بشیر اوّلؓ حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا فوت ہو گیا تو اللہ تعالےٰ نے بشیر ثانی عطا فرمایا جس نے لمبی عمر پائی اسی طرح جب حضرت مصلح موعودؓ کا پہلا بیٹا نصیر احمد فوت ہو گیا تو اللہ تعالےٰ نے حضور کو دین کے نامر بیٹے کی پیشگوئی دی جس نے لمبی عمر پائی اللہ تعالےٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

(۲۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پہلے احمدی خلیفہ ہیں جنہوں نے بچپن میں تیرہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

(الفضل ۲۰ر نومبر ۶۵ء)

(۲۳) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت مصلح موعودؓ کے پہلے فرزند جلیل ہیں جن کو حضور نے یورپ میں اس لئے تعلیم دلوائی تاکہ آپ مغرب کے نکتۂ نگاہ کو سمجھ سکیں۔ اور دجال کے ان ہتھیاروں کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کر سکیں جو وہ اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ جب آپ ۶ر ستمبر ۱۹۳۴ء کو حضور کے حکم سے انگلستان روانہ ہونے لگے تو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دستِ مبارک سے مفصّل۔ اہم اور ایک ضروری نصیحت آپ کو لکھ کر دی جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:-

"مَیں تم کو انگلستان بھجوا رہا ہوں اس غرض سے جس غرض سے رسول کریم صلعم اپنے صحابہ کو فتحِ مکّہ سے پہلے مکّہ بھجوایا کرتے تھے۔ مَیں اس لئے بھجوا رہا ہوں کہ تم مغرب کے نکتۂ نگاہ کو سمجھو تو اس زہر کی گہرائی کو معلوم کرو جو انسان کے روحانی جسم کو ہلاک کر رہا ہے۔ تم ان ہتھیاروں سے واقف اور آگاہ ہو جاؤ جن کو دجّال اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ غرض تمہارا کام یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کے لئے اور دجالی فتنہ کی پامالی کے لئے سامان جمع کرو۔"

آخری الفاظ ملاحظہ ہوں:-

خدا کے بنو۔ خدا کے۔ ہم سب فانی ہیں اور وہی زندہ اور حاصل کرنے کے قابل ہے۔ اس کا چہرہ دنیا کو دکھانے کی کوشش کرو۔ اپنی زندگی کو اُسی کے لئے کر دو ہر سانس اُسی کے لئے ہو۔ وہی مقصود ہو۔ وہی مطلوب ہو۔ وہی محبوب ہو۔ جب تک اس کا نام دنیا میں روشن نہ ہو جب تک اسکی حکومت دنیا میں قائم نہ ہو تم کو آرام نہ آئے تم چین سے نہ بیٹھو۔"

(الفضل ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۲۴) خلافتِ ثالثہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس دَور میں وقف عارضی کی سکیم منظم طور پر جماعت میں چلائی گئی اور حضرت مصلح موعودؓ کے اُس فرمان کی تعمیل ہوئی جس میں حضور نے فرمایا تھا کہ:-

"جس قدر ملازم۔ زمیندار۔ تاجر اور پیشہ ور اور جنہیں چھٹیاں مل سکتی ہیں ان سب کو تحریک کرتا ہوں کہ ایک یا دو یا تین ماہ جتنا عرصہ کہ وہ دے سکیں تبلیغ کے لئے دیں جماعت کی ترقی کے لئے یہ چیز نہایت ضروری ہے اگر تمام جماعت یا اس کا بیشتر حصّہ اس تحریک میں حصّہ لے کر مشق نہیں کریگا تو بہت لوگ وقت پر کچے دھاگے ثابت ہوں گے جو ٹوٹ جائیں گے۔"

(مطالبات تحریکِ جدید ص۱)

(۱) یہ وہ مبارک تحریک ہے کہ جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اُسے جماعت کے سامنے پہلی بار رکھنا تھا اُسی جمعہ کی صبح کو حضور کو یہ الہام ہوا:-

"ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تو سیر ہو جائے گا۔" (الفضل ۲۳ر مارچ ۶۶ء)

(ب) یہ وہ مبارک تحریک ہے جس کے اشارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں بھی پائے جاتے ہیں:-

"پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔"

(تذکرہ ص۱۸۱) (باقی)

خوبصورت اور مضبوط دانت
جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ دانت بغیر درد کے نکالے جاتے ہیں۔ دانتوں کی جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔
ڈاکٹر شریف احمد پرانا اڈہ چنیوٹ

خلافت کی برکات

(مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری)

خلیفہ کے معنی

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ خلافت کے معنی کیا ہیں۔

حضرت امام راغب اصفہانی اپنی کتاب مفردات میں لفظ خلف کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

"خلف فلانٌ فلاناً قام
بالامر عنه امّا معهٗ و
امّا بعدهٗ فی الارض یخلفون
والخلافة النیابة عن الغیر
امّا لغیبة المنوب عنه
و امّا لموتهٖ و امّا لعجزه
و امّا لتشریف المستخلف
وعلیٰ هذا الوجه الأخر
استخلف الله اولیاءه
فی الارض"

یعنے جب خلف فلانٌ فلاناً کہا جائے تو اس کے معنے ہوتے ہیں" وہ اس کے کام کا ذمہ دار ہوا خواہ وہ اس کی موجودگی میں ایسا کرے یا اس کے بعد جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ولو نشاء لجعلنا منکم
ملٰئکةً فی الارض یخلفون
(سورۂ زخرف)

اور خلافة کے معنی ہیں کسی دوسرے آدمی کی جگہ لینا۔ خواہ اس لئے کہ جس کی جگہ لی جا رہی ہے وہ غائب ہو۔ خواہ اس کا بوجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے یا اس کے عجز کی وجہ سے اور یا اس لئے کہ جس کو نائب (خلیفہ) بنایا جاتا ہے اسے عزّت دینا مطلوب ہو اس آخری معنے کی رُو سے دُنیا میں اللہ تعالےٰ اولیاء کو خلیفہ قرار دے دیتا ہے"

امام بغوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"والخلائف جمع خلیفةٍ
کالوصائف جمع وصیفةٍ
و کلّ من جاء بعد من
مضیٰ فهو خلیفةٌ لانّهٗ
یخلفه"

(آیۃ آخر سورہ الانعام)

کہ خلائف لفظ خلیفہ کی جمع ہے۔ ہر ایک جو گزر جانے والے کے بعد آئے وہ اس کا خلیفہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کی جگہ لیتا ہے۔

خلافتِ جسمانی

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خلافت جسمانی ہوتی ہے اور ایک خلافت روحانی۔

خلافت جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی مر جائے یا عاجز آ جائے تو کوئی دوسرا اس کی جگہ لے لے۔ قرآن کریم میں اسی معنے میں قوم عاد کو قوم نوح کا خلیفہ کہا گیا ہے۔ فرمایا:۔

واذکروا اذ جعلکم
خلفاء من بعد قوم نوحٍ
(سورہ الاعراف)

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد کو فرمایا۔ یاد کرو اس احسان کو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوم نوح کا جانشین (خلیفہ) بنایا۔"

اسی طرح قوم عاد کی ہلاکت کے بعد جب قوم ثمود نے اس کی جگہ لی اور اس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

واذکروا اذ جعلکم
خلفاء من بعد عادٍ
(سورہ الاعراف)

کہ اے ثمود! اس احسانِ الٰہی کو یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے تمہیں عاد کے بعد اس کا جانشین (خلیفہ) بنایا۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ خلافتِ جسمانی بھی ایک احسانِ الٰہی ہے۔ اگر ایک انسان کے گزرنے کے بعد اس کا کوئی جانشین (خلیفہ) نہ ہوتا۔ اگر کسی قوم کے ختم ہونے کے بعد دوسری قوم اس کی جگہ نہ لیتی تو یقیناً یہ سلسلۂ انسانیت کب سے نیست و نابود ہو چکا ہوتا۔ پس بقاءِ انسانی کے لئے بھی "خلافت" کا ہونا ضروری ہے۔

خلافتِ روحانی

جس طرح بقاءِ نسلِ انسانی کے لئے خلافتِ جسمانی کا ہونا ضروری ہے اسی طرح روحانی انسانوں اور روحانی جماعتوں کے لئے بھی خلفاء کا سلسلہ ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یقیناً روحانیت ختم ہو جائے۔ اور انسان کا تعلق خدائے تعالےٰ سے کٹ جائے۔ جہاں جسمانی خلفاء کے مدارج ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک عام انسان، عام افسر اور بادشاہ کے خلیفہ میں درجہ کا فرق ہوتا ہے اسی طرح روحانی خلفاء کے بھی مختلف مدارج ہوتے ہیں۔

سب سے بڑا روحانی خلیفہ نبی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدائے تعالےٰ نے اپنا خلیفہ قرار دیا۔

انّی جاعلٌ فی الارض
خلیفه۔ (سورہ البقرہ)

کیونکہ وہ خدائے تعالےٰ کی صفات کے مظہر تھے اور اس کے احکام لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ اسی معنی میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ قرار دیا گیا۔ فرمایا:۔

یا داؤد انّا جعلنٰک
خلیفةً فی الارض۔
(سورہ ص)

کہ اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے"

پھر نبی بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہیں خدائے تعالےٰ کی طرف سے کوئی نئی شریعت عطا کی جاتی ہے۔ انہیں شارع یا مشرّع کہا جاتا ہے۔ ایک وہ جنہیں کوئی نئی شریعت نہیں دی جاتی بلکہ انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ پہلی شریعت کی خود بھی اتباع کریں۔ اور جس قوم کے لئے وہ شریعت نازل کی گئی تھی اسے دوبارہ اس میں نافذ کریں۔ انہیں "تابع یا متّبع نبی کہا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان دونوں قسم کے انبیاء کا ذکر یوں فرماتا ہے:۔

"انّا انزلنا التّوراة فیها
هدًی وّ نورٌ یحکم بها
النّبیّون الّذین اسلموا
للّذین هادوا
والرّبّانیّون والاحبار
بما استحفظوا من
کتاب الله۔ (سورہ المائدہ)

کہ ہم نے توریت اتاری اس میں نور اور ہدایت تھی۔ اور اس کے مطابق یہود کے لئے وہ انبیاء فیصلہ دیتے رہے جنہوں نے اس کی پیروی کی اور ربّانی اور عالم لوگ بھی کیونکہ انہیں کتاب اللہ (توراۃ) کا نگران مقرر کیا گیا تھا"

حضرت امام رازی اس آیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"انّ الله بعث فی بنی اسرائیل
الوفًا من الانبیاء لیس
معهم کتابٌ انّما بعثهم
باقامة التّوراة"
(التفسیر الکبیر جلد ۳ صفحہ ۴۰۸)

کہ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل میں ہزاروں انبیاءٌ مبعوث فرمائے۔ وہ کوئی کتاب نہیں لائے تھے انہیں صرف توراۃ کے احکام قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔"

پس یہ تمام انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء تھے۔ دراصل تابع نبی اپنے متبوع نبی کے لئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو بیٹا اپنے باپ کے لئے۔

تابع نبی روحانی بیٹا

تفسیر روح المعانی میں آیت ذرّیّةً بعضها من بعضٍ (آل عمران) کے ماتحت لکھا ہے:۔

"وکلّ نبیٍّ تبع نبیًّا فی
التّوحید والمعرفة وما
یتعلّق بالباطن من اصول
الدّین فهو ولدهٗ کاولاد
المشائخ" (جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

کہ ہر نبی جو توحید اور معرفت اور ان اصولِ دین میں جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں کسی دوسرے نبی کا تابع ہو وہ اس متبوع نبی کا روحانی بیٹا ہوتا ہے جیسا کہ مشائخ (صوفیاء) سے فیض حاصل کرنے والے ان کے بیٹے کہلاتے ہیں"

پس تابع نبی اس لحاظ سے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جاتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہوتا ہے۔ خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ ایک رسول کی شریعت کے تابع ہوتا ہے بلکہ اسی کے احکام کی تجدید کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ خلیفۃ الرسول ہوتا ہے۔ گویا اس میں دو حیثیتیں جمع ہوتی ہیں۔

خلافت کی ایک اَور قسم

ایک اَور قسم کی خلافت بھی ہے جس کا ذکر مَیں نے بالتصریح نہیں کیا۔ یعنے ایک بادشاہ کے مرنے پر دوسرا بادشاہ برسرِ اقتدار آ جاتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ خود صاحب اقتدار اعلےٰ ہوتا ہے۔ وہ بادشاہ ہوتا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ وہ گزرنے والے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا ہوتا ہے وہ اس کا وارث یا خلیفہ کہلاتا ہے۔

مَیں نے اس قسم کو بالتصریح اس لئے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ دراصل وہ مذکورہ خلافت کی اقسام میں سے ہی کسی قسم میں شامل ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ بادشاہ نبی ہے تو اس کی خلافت خلافتِ نبوّیہ ہی شمار ہو گی اور اگر وہ نبی نہیں اور کسی بادشاہ نبی کا خلیفہ بھی نہیں تو اس کی حکومت اس خلافت میں شمار ہو گی جو ایک فرد

کے گزرنے کے بعد دوسرے فرد کو اس کی جگہ لینی پڑتی ہے۔

بہر حال یہ دنیوی خلافت بھی ایک نعمت ہے۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قل اللّٰھمّ مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممّن تشاء۔

(آل عمران) :۔

تو کہدے! اے اللہ جو تمام ملکوں کا مالک ہے تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور تو چھین لیتا ہے اسے جس سے چاہتا ہے۔"

ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:۔

یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم مّلوکًا۔

(سورہ المائدہ آیت ۲۲)

کہ اے میری قوم اللہ کی نعمت (احسان) کو یاد کرو کہ اس نے تم میں سے نبی بھی بنائے۔ اور تمہیں بادشاہ بھی بنایا۔"

بعض دفعہ بادشاہ ظالم ہوتا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں عنانِ حکومت دینے میں بھی کوئی اہم مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے۔

امّتِ مسلمہ سے وعدہ

چونکہ خلافت کئی قسم کی ہے اور ان میں سے روحانی خلافت دیگر اقسام سے افضل و اعلےٰ ہے۔ اس لئے خدائے تعالےٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہیں خلافتِ روحانیہ سے نوازوں گا بشرطیکہ تم اپنے اندر حقیقی ایمان کو قائم رکھو اور اس کے مطابق اعمالِ صالحہ بھی بجالاؤ۔

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ خلیفہ کا وہی کام ہوتا ہے جو اس کے متبوع کا ہوتا ہے پس جو شخص کسی نبی کا خلیفہ ہوگا۔ اس کا مشن وہی ہوگا جو اس کے متبوع نبی کا ہوگا اور وہ اپنے کام کو انہی لائنوں پر چلانے کی کوشش کرے گا جن لائنوں پر اس کا متبوع اسے چلا رہا تھا۔ ورنہ وہ خلیفہ کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہوسکتا۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ افضل کا خلیفہ بھی افضل ہوگا۔ امام رازی فرماتے ہیں:۔

"والشمس والقمر اشرف من الارض فخلیفتھما (النار) افضل من الارض۔

(التفسیر الکبیر جلد ۷ صفحہ ۲۱۴)

کہ سورج اور چاند زمین کی نسبت زیادہ افضل ہیں اس لئے ان کا خلیفہ (آگ) بھی زمین سے افضل ہے۔"

فرمایا:۔

وعد اللہ الّذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضیٰ لھم ولیبدّ لنّھم من بعد خوفھم امنًا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون۔ واقیموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزّکوٰۃ واطیعوا الرّسول لعلّکم ترحمون۔

(سورہ نور آیت)

کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اعمالِ صالحہ کئے۔ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفے بنائے گا جیسے کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفے بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے لئے ان کے اس دین کو تمکنت اور طاقت بخشے گا جو خدا نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور اس نعمت کے ملنے کے بعد جو لوگ ناشکری سے کام لیں گے تو وہی فاسق اور نافرمان قرار پائیں گے۔ اے مومنو! نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رسول کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

بعض ضروری امور

یہ آیت بڑی مہتم بالشان ہے کیونکہ اس میں بہت سی اہم باتیں بیان ہوئی ہیں اس میں

(۱) امّتِ مسلمہ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ ان میں سے خلفاء بنائے گا۔

(۲) وعدہ اس وقت تک ہے جب تک وہ ایمان و عمل صالح پر کاربند رہیگی۔

پھر وہ خلافت کیسی ہوگی؟ فرمایا:۔

کما استخلف الّذین من قبلھم۔

اس کے متعلق حضرت امام رازی تحریر فرماتے ہیں۔

فالّذین کانوا قبلھم قد کانوا خلفاء تارۃً بسبب من النّبوّۃ وتارۃً بسبب الامامۃ والخلافۃ حاصلۃ فی الصّورتین۔"

(التفسیر الکبیر جلد ۶ صفحہ ۳۰۱)

کہ پہلے لوگ کبھی تو نبوت کے سبب خلیفہ ہوئے اور کبھی صرف امامت کے ذریعہ۔ اور خلافت ان دونوں صورتوں میں موجود تھی۔"

نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے:۔

کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلّما ھلک نبیٌّ خلفہٗ نبیٌّ

(بخاری)

کہ پہلے خود انبیاء قوم بنی اسرائیل کی نگرانی کرتے رہے۔ جب کوئی نبی وفات پا جاتا تو اسکے بعد اس کی جگہ خلیفہ بنتا وہ بھی نبی ہی ہوتا۔"

لیکن ایسا بھی ہوًا کہ کبھی نبی کا خلیفہ نبی نہیں ہوًا بلکہ غیر نبی ہوًا چنانچہ انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد پطرس خلیفہ ہوًا حالانکہ وہ نبی نہیں تھا۔ اور پھر وہ ایسا خلیفہ تھا جسے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نامزد فرمایا تھا۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں لکھا ہے:۔

"یسوع نے شمعون پطرس سے کہا۔ اے شمعون بر یوناہ کیا تو ان سے زیادہ مجھے پیار کرتا ہے؟ اس نے اس سے کہا کہ ہاں اے خداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ مَیں تجھے پیار کرتا ہوں۔ اسنے اس سے کہا کہ تو میرے برّے چرا اس نے دوبارہ اس سے کہا... ...کہ تو میری چھوٹی بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔ اس نے سہ بارہ اس سے کہا... ...تو میری بھیڑیں چرا۔" (باب ۲۱ آیت ۱۵-۱۷)

مدعا یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادیا:۔

ما کانت نبوّۃ قطّ الّا تبعتھا خلافۃ۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)

کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی نبوت نہیں گذری جس کے پیچھے اس قسم کی خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔"

خلافتِ اسلامیہ

ایک ضروری بات کا یہاں بیان کیا جانا ضروری ہے وہ یہ کہ بعض لوگ اس غلط خیال میں مبتلا ہیں کہ اس آیت میں موعودہ خلافت سے مُراد صرف بادشاہت اور حکومت ہے یہ خیال ایسا ہے کہ خود آیت استخلاف اس کی تردید کر رہی ہے۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضیٰ لھم۔

کہ خدا اپنے خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کرکے رہتا ہے۔" یہ وعدہ دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں ہوسکتا ورنہ ان کے دین کو دنیا میں پھیلانا اور قائم کرنا خدا تعالےٰ کا کوئی کام ہے۔ یہ وعدہ روحانی خلفاء سے ہی تعلق رکھ سکتا ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ اس آیت میں جس خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ خلافت نبوت ہی ہے نہ خلافتِ حکومت و ملوکیت۔

(۲) پھر فرمایا:۔

ولیبدّ لنّھم من بعد خوفھم امنًا۔

کہ خدا تعالےٰ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا یہ وعدہ بھی دنیوی بادشاہوں سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج برسرِ اقتدار ہوتے ہیں تو کل کو گر کر ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوًا کہ انہیں کسی خوف کا سامنا ہوًا تو وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

(۳) پھر فرمایا:۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا

کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ دنیا کے بادشاہ تو نفس پرست اور کفریات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں الّا ماشاء اللہ۔ پھر وہ اس آیت کے ماتحت کس طرح آسکتے ہیں۔

(۴) پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو اس خلافت کی قدر نہ کرے گا اور خلفاء کا مقابلہ کرے گا وہ فاسق قرار پائے گا۔

فاولٰئک ھم الفاسقون

کیا عام بادشاہوں کی کفریات کی بُری باتوں اور رسوم کی نافرمانی کرنے والا خدا تعالےٰ کے نزدیک فاسق قرار پاسکتا ہے۔

(۵) پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی خلافت کو معین طور پر روحانی قرار دیا اور حکومت اور بادشاہت کو اس خلافت سے علیحدہ قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النّبوّۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثمّ یرفعھا اللہ تعالیٰ ثمّ تکون خلافۃ علیٰ منھاج النّبوّۃ ماشاء اللہ ان تکون ثمّ یرفعھا اللہ تعالیٰ ثمّ تکون ملکًا عاضًا فتکون ما شاء اللہ ان تکون

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

یعنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک خدا چاہے تم میں نبوت رہے گی۔ پھر خدا تعالےٰ اسے اٹھالے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور جب تک خدا چاہے وہ قائم رہیگی اس کے بعد اسے بھی اٹھا لیا جائے گا۔ پھر ظالم حکومت / بادشاہت کا دَور شروع ہوگا اور وہ بھی جب تک اللہ تعالےٰ چاہے گا چلتا چلا جائے گا۔"

دوسری حدیث میں تصریح فرمادی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد جو خلافت قائم ہوگی وہ تیس سال تک قائم رہے گی۔ حضرت سفینہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الخلافۃ بعدی ثلٰثون سنۃً

ثم تکون ملکاً۔"

کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی اس کے بعد بادشاہت قائم ہو جائے گی۔" چنانچہ خود حضرت سفینہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے دو سال، حضرت عمرؓ نے دس سال، حضرت عثمان نے بارہ سال اور حضرت علیؓ نے چھ سال خلافت کی۔

(تفسیر الخازن مطبوعہ مصر جلد ۵ صلہ)

میرا یہ مطلب نہیں کہ خلافتِ روحانیہ کے ساتھ حکومت یا بادشاہت جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت داؤد، حضرت سلیمان وغیرہ کئی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلافت روحانی کے ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی بلکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا خلیفۃ اللہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور ساتھ ہی آپ کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت بھی عطا فرمائی اسی لئے جب آپ نے وفات پائی تو گو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کو نبوت عطا نہیں ہوئی تھی، صرف خلافت کی خلعت بخشی گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی انہیں بادشاہت بھی حاصل تھی۔ پس میرا مطلب صرف یہ ہے کہ خلافت روحانی کے ساتھ ظاہری حکومت (بادشاہت) کا جمع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر جمع ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں آیت استخلاف کے متعلق بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہت ہے۔ یہ غلط ہے اور اسی کی مندرجہ بالا دلائل سے تردید کی گئی ہے۔

برکاتِ خلافت

جس روحانی خلافت کا آیت سورۂ نور میں وعدہ دیا گیا ہے اس کی برکات نہایت ہی اہم اور وسیع ہیں جن میں سے چند کا ذکر اسی آیت میں کر دیا گیا ہے۔ اور بعض برکات کا استدلال دوسرے دلائل سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس خلافت موعودہ سے مشرف ہونے والے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی نائب اور خلیفہ ہوں گے اس لئے ان کا مشن وہی ہوگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یا ایک نبی کا ہو سکتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ الحلیمی نبی کی بعثت کی اغراض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(الاوّل) ان الخلق جبلوا علی النقصان و قلۃ الفھم و عدم الدرایۃ فھو صلوات اللہ علیہ اورد علیھم وجوہ الدلائل ونقّحھا و کلّما خطر ببا لھم شکٌّ او شبھۃٌ ازالھا واجاب عنھا۔

(الثانی) انّ الخلق وان کانوا یعلمون انّہٗ لابدّ لھم من خدمۃ مولاھم ولٰکنّھم ما کانوا عارفین بکیفیّۃ تلک الخدمۃ فھو شرّح تلک الکیفیّۃ لھم حتّٰی یقوموا علی الخدمۃ اٰمنین من الغلط ومن الاقدام علی مالا ینبغی۔

(الثّالث) انّ الخلق جبلوا علی الکسل والغفلۃ والتّوانی والملالۃ فھو یورد علیھم انواع التّرغیبات والتّرھیبات حتّٰی انّہٗ کلّما عرض لھم کسلٌ او فتورٌ نشّطھم للطّاعۃ ورغّبھم فیھا۔

(الرّابع) انّ انوار عقول الخلق تجری مجری انوار البصر ومعلومٌ انّ الانتفاع بنور البصر لا یکمل الّا عند سطوع نور الشّمس و نورہٗ عقلیٌّ الٰھیٌّ یجری مجری طلوع الشّمس فیقوّی العقول بنور عقلہٖ ویظھر لھم من لوائح الغیب ماکان مستترًا عنھم قبل ظھورہٖ۔"

(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص۸۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ

(۱) عام لوگ کئی قسم کی خامیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر ان میں قلتِ فہم اور عدمِ علم کا مرض بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے نبی کئی قسم کے دلائل انکے سامنے رکھتا ہے اور اسی طرح ان کے شکوک اور شبہات کو دُور کرتا ہے۔

(۲) گو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے مولا کی خدمت (بالفاظ دیگر دین کی خدمت) کرنی چاہئے۔ لیکن وہ خدمت کی کیفیت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ پس نبی ان کے سامنے اس خدمت کی کیفیت بالتفصیل رکھتا ہے تاکہ وہ کوئی غلط یا غیر مناسب قدم اٹھائے بغیر اس خدمت کو بجا لا سکیں۔

(۳) لوگوں میں غفلت، سستی اور لاپرواہی کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ پس نبی انہیں مختلف طریقِ ترغیب و ترہیب سے بیدار اور ہوشیار کرتا ہے۔

(۴) انسانی عقل ویسی ہے جیسے کہ آنکھ، اور بصارت سے کامل طور پر اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جب تک کہ سورج کی روشنی نہ ہو۔ پس نبی ان کے لئے جو نورِ الٰہی لاتا ہے وہ عقول انسانی کو ایسے ہی منور کرتا ہے جیسے کہ سورج کی روشنی آنکھ کو منور کرتی ہے۔

اس خلاصہ مطلب سے واضح ہوتا ہے کہ ایک نبی کی بعثت کی اغراض کیا ہیں۔ یہی چار اغراض خلیفہ کے تقرر کی ہیں۔ نبی کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ یہ چاروں کام بجا لاتا ہے پس خلافتِ روحانی کی:۔

پہلی برکت یہ ہے کہ وہ لوگوں کے شکوک و شبہات کو دُور کرتی ہے۔

دوسری برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو علم حاصل ہوتا ہے کہ اس وقت دین کی خدمت کس طریق سے کی جائے۔ اس میں خلیفہ ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

تیسری برکت یہ ہے کہ خلیفہ لوگوں کو سُست نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ سُست ہو بھی جائیں تو مختلف قسم کی ترغیب و ترہیب سے وہ انہیں بیدار کرتا رہتا ہے۔

چوتھی برکت یہ ہے کہ وہ انسانی عقول کی خداداد نور کے ذریعہ راہنمائی کرتے ہوئے انہیں ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے اور انہیں چلاتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں اور خدا تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کر لیں۔

نبی کن ذرائع سے کام لیتا ہے؟ اور کن وسائل کے ذریعہ لوگوں کو کھینچتے ہوئے خدائے تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ اس کے متعلق خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ
ویزکّیھم ویعلّمھم
الکتاب والحکمۃ۔

(سورہ الجمعہ آیۃ ۲)

کہ وہ

(۱) ان کے سامنے خدائے تعالیٰ کے نشانات پیش کرتا ہے۔

(۲) اور ان کی اصلاح کرتا ہے حتیٰ کہ وہ پاکباز انسان بن جاتے ہیں۔

(۳) انہیں کتاب الٰہی سکھاتا ہے۔

(۴) اور انہیں احکام الٰہی کی حکمتیں اور دلائل بھی سمجھاتا ہے۔

چونکہ نبی ان طریقوں سے اپنے مشن کو کامیاب بنانے کا کام کرتا ہے اس لئے اسکے خلفاء بھی انہی ذرائع کو استعمال کرتے ہیں اس طرح خلافت کی

پانچویں برکت یہ ہوتی ہے کہ جسے خلافت دی جاتی ہے اسے زبردست نشانات اور نمونہ ہائے قدرتِ الٰہیہ عطا کئے جاتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق یقین اور ایمان پیدا ہو۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی سوانح کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے انہیں نشانات و کرامات عطا فرمائے تھے۔ (نیز دیکھئے التفسیر الکبیر جلد ۵ ص۳۶۵)

چھٹی برکت خلافت کی یہ ہے کہ خلیفہ وعظ و نصیحت کے ذریعہ اور اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کرتا رہتا ہے اور اس کی کوشش اور دعاؤں کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

ساتویں برکت یہ ہے کہ خلفاء روحانی کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (شریعت) کا خاص علم عطا فرماتا ہے اس میں دوسرے لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ الٰہی کتاب سے ایسے حقائق و معارف نکالتا ہے کہ لوگ ششدر و دنگ رہ جاتے ہیں اور اس سے ان کے مبایعین کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ ان کے لئے پشت پناہ ہے اور ان کی قیادت میں ہلاکت کا کوئی خطرہ نہیں۔

آٹھویں برکت خلافت کی یہ ہے کہ جب کبھی قوم کو کتابِ الٰہی کا کوئی مسئلہ سمجھ نہ آئے تو خلیفۂ وقت اس مسئلہ کو حل کرتا ہے اور پھر اپنے خداداد علم کے ذریعہ وہ اس کے عقلی دلائل اور حکمتیں بیان کرتا ہے کہ سننے والے اس سے تسلّی پا جاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا بیان فرمودہ کلام برحق اور خلیفۂ وقت کی بیان کردہ دلائل اور حکمتیں سچی اور مفید ہیں۔

ان برکات کے علاوہ خلافت کی اور بھی برکات ہیں جو خود آیت استخلاف کی ذیل میں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک برکت جو اس مضمون میں

نویں برکت ہے یہ ہے کہ اقیموا الصّلوٰۃ کا حکم دراصل مکمل طور پر خلفاء کے ذریعہ ہی پورا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اقامتہ صلوٰۃ کا بہترین موقع جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضروریات کو مسلمانوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو گاؤں گاؤں میں مسلمانوں کو کیسے علم ہو سکتا ہے کہ افریقہ و امریکہ، یورپ و ایشیا میں کیا ہو رہا ہے اور انہیں کس قدر قربانیوں اور کس قسم کی قربانیوں کے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر ان کا خلیفہ ہوگا تو اسے اللہ تعالیٰ سے بھی اور تمام دنیا سے اطلاعات ملتی رہیں گی اور وہ تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتا رہے گا کہ اس وقت ہمیں فلاں قسم کی قربانی کرنی چاہیئے۔

اسی لئے اہل السنۃ والجماعۃ کے چاروں اماموں کا یہ متفق علیہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ہر زمانہ میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے۔

"اتّفق الائمّۃ علی انّ الامامۃ فرضٌ وانّہٗ

لابدّ للمسلمین من امام
یقیم شعائر الدّین وینصف
المظلومین من الظّلمین
وعلیٰ انّہٗ لا یجوز علی
المسلمین فی وقتٍ واحدٍ
فی جمیع الدّنیا امامان
لا متّفقان ولا مفترقان
(کتاب المیزان للشعرانی
جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ باب حکم البغاۃ)

کہ چاروں ائمہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام الشافعی اور امام احمد بن حنبل) نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امام کا ہونا ضروری (فرض) ہے اور اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک امام کا ہونا ہر زمانہ میں لابدی ہے تاکہ وہ شعائرِ دین کو قائم کرے اور مظلومین کو ظالموں سے حق دلائے اور چاروں ائمہ نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ ایک ہی وقت میں مسلمانوں کے لئے دو امام نہیں ہونے چاہئیں۔ (یہ امر ناجائز ہے) خواہ وہ امام آپس میں متفق ہوں یا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں۔"

دسویں برکت خلافت کی یہ ہے کہ زکوٰۃ کی کما حقہٗ وصولی اور اس کی صحیح طور پر تقسیم بھی خلافت کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے جہاں عام مسلمانوں کو حکم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کیا کرو وہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا

خذ من اموالھم صدقۃً
تطھّرھم وتزکیھم بھا
وصلّ علیھم۔
(سورہ التوبہ)

کہ تو ان سے صدقات وصول کیا کر۔ حضرت امام الرازی اپنی تفسیر میں والعاملین علیھا کے متعلق لکھتے ہیں:-

فدلّ ھذا النّص علی انّ الامام
ھو الّذی یاخذ ھذہ الزکوات
وتاکّد ھذا النّص بقولہٖ
تعالیٰ خذ من اموالھم صدقۃ
(التفسیر الکبیر جلد ۴ صفحہ ۴۶۲)

کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ امام ہی یہ زکوٰتیں وصول کرنے کا حقدار ہے۔ اور یہ امر آیت خذ من اموالھم سے اور بھی پختہ طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے مسلمانوں نے خیال کیا کہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم جو زکوٰۃ وصول کیا کرتے تھے وفات پا گئے ہیں اس لئے اب ہم زکوٰۃ کسی اور کو نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ جیسے مسلمان پہلے زکوٰۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے اب انہیں وہی زکوٰۃ مجھے ادا کرنی ہوگی۔ اور اگر کسی نے انکار کیا تو اس سے ضرور وصول کی جائے گی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ اور امام کو علم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں سے کون زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے۔ عام لوگ ایسی باتوں سے واقف نہیں ہوتے اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ اور امام وہ زکوٰۃ وصول کرے اور پھر اسے مستحقین میں تقسیم کرے اور اس طریق سے مالداروں کے مال اور روحانیت بھی پاک ہو گی اور غرباء کو مدد ملنے کی وجہ سے اقتصادی طور پر ان کی حالت بھی اچھی ہو جائے گی۔ اور یہ خلافت کی ایک بہت بڑی برکت ہے۔

گیارہویں برکت خلافت کی اسی آیت وخذ من اموالھم میں یہ بیان ہوئی ہے۔ وصلّ علیھم کہ اے رسول (اور اے رسول کے خلیفہ) جب تم یہ زکوٰۃ وصول کرو۔ تو ان لوگوں کے لئے دعا کرو جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے مال میں برکت دے اور جب تم یہ زکوٰۃ تقسیم کرو تو غرباء کے حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ان کے لئے دعا کرو کہ خدا تعالےٰ ان کی غربت اور تکلیف کو دُور فرمائے۔

چونکہ یہ دعا کرنے کا حکم خود خدا تعالیٰ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے (اور جو شخص بھی آپ کے بعد مسندِ خلافت و امامت پر بیٹھے وہ بھی اس خطاب میں شامل ہے) اس لئے ان کی یہ دعا ضرور قبول ہو گی۔ حضرت امام احمد الصادی المکی آیت وقل ربّ اغفر وارحم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

ھذا امرٌ لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم بکیفیّۃ دعاءٍ
یتخلّص بہٖ من عذابھم
وھو مجابٌ لانّ اللہ
ما امرہٗ بدعاءٍ الّا
استجاب لہٗ۔
(حاشیہ جلالین الصادی جلد ۳
صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر)

کہ یہ حکم ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ کیسی دعا کریں جس کی برکت سے وہ کفار کے عذاب سے بچ جائیں۔ اور یہ دعا یقیناً مقبول ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں کسی دعا کا حکم نہیں دیا مگر وہ دعا ضرور قبول ہوئی۔"

پس چونکہ صلّ علیھم حکم ہے دعا کرنے کا اس لئے جب خلیفہ یا امام اپنے ماتحت مسلمانوں کے لئے دعا کرے گا تو وہ یقیناً قبول ہو گی۔

بارہویں برکت خلافت کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ حقیقی اطاعتِ رسول کا ملکہ اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے جب دوسری جگہ تمام مومنوں کو یہ حکم دیا کہ اطیعوا اللہ کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو تو اس کے بعد اطیعوا الرسول میں دوبارہ اطیعوا کا حکم دہرایا تاکہ مسلمان یہ سمجھ لیں کہ الٰہی احکام کے متعلق جو تفصیلات رسول بیان کرے اس کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ لیکن اگلے حصے میں فرمایا واولی الامر منکم کہ اپنے حکام کی بھی اطاعت کرو مگر اولی الامر منکم سے پہلے اطیعوا کے لفظ کو دہرایا نہیں گیا جس سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ روحانی اولوالامر (خلیفہ اور امام زمان) کی اطاعت دراصل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی اطاعت ہے اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اوصیکم بتقوی اللہ والسّمع
والطّاعۃ وان کان عبداً
حبشیًّا فانّہٗ من یعش
منکم بعدی فیریٰ اختلافاً
کثیراً فعلیکم بسنّتی
وسنّۃ الخلفاء الرّاشدین
المھدیّین فتمسّکوا بھا
وعضّوا علیھا بالنّواجذ
وایّاکم ومحدثات الامور
فانّ کلّ محدثۃٍ بدعۃٌ
وکلّ بدعۃٍ ضلالۃٌ
(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

کہ میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرو اور اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بناؤ خواہ کوئی حبشی غلام ہی تم پر حکمران کیوں نہ ہو کیونکہ جو لوگ تم میں سے میرے بعد زندہ رہیں گے وہ لوگوں میں بہت اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں تم میری سنت اور میرے بعد آنے والے خلفاءِ راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور اسے مضبوطی سے پکڑ لینا۔ اور اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس سنّت کے خلاف نئی ایجاد شدہ باتوں کو وقعت نہ دینا کیونکہ ہر وہ نئی بات جو میری اور خلفاءِ راشدین کی سنّت کے خلاف ہو گی وہ بدعت ہو گی۔ اور بدعت ضلالت ہوتی ہے۔"

پس خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور امام کی اطاعت دراصل رسول کی ہی اطاعت ہے بلکہ خلافت کو چھوڑ کر حقیقی اطاعتِ رسول کا مقام حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے خلفاءِ راشدین کی اطاعت اور ان کی سنت اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔

پس حاکم دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دنیوی ہیں اور جن کے متعلق اس بات کا امکان ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق تو یہ حکم دیا کہ تم ان کی اطاعت کرتے چلے جاؤ۔ لیکن جب ان سے کفر بواح صادر ہو تو الگ ہو جاؤ۔ مگر دوسرے حکام وہ ہیں جو ایسی غلطی کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے متعلق یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہمیشہ ان کی سنّت اور طریق کو اختیار کرنا چاہئیے بلکہ اگر کسی کو اپنے عقائد کے متعلق شک و شبہ ہو تو اسے چاہئیے کہ وہ خلفاءِ راشدین کے عقائد کو دیکھے۔ جو ان سے موافق ہوں وہ درست ہوں گے کیونکہ انہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے "المھدیّین" "خدا سے ہدایت یافتہ" قرار دیا ہے۔

تیرھویں برکت خلافت کی یہ ہے کہ جو شخص خلافت کی خلعت پاتا ہے اسے خود اللہ تعالےٰ منتخب فرماتا ہے (لیستخلفنّھم) اور مومنین کے ذریعہ اس کا تقرر کرواتا ہے گویا اللہ تعالےٰ بھی اسے ہی اس مقام کے لئے پسند فرماتا ہے اور مومنین بھی اسے ہی اس لائق سمجھتے ہیں اور ایسا شخص یقیناً مؤیّد من اللہ ہو گا۔ اور یقیناً مومنین مخلصین اس کا ساتھ دیں گے۔ اس صورت میں اس کی کامیابی اور کامرانی یقینی ہے۔ پس جس جماعت کا رہبر و راہنما خلیفہ راشد ہو گا خواہ اس کی کتنی ہی مخالفت کی جائے۔ خواہ اس کا کتنا ہی مقابلہ کیا جائے آخر کار وہی غالب آئیگی اور باطل پرست اس کے مقابلہ میں شکست فاش کھائیں گے۔ پس خلافتِ الٰہیہ کے ساتھ وابستگی کامرانی اور غلبہ و فتح کی یقینی دلیل ہے۔ اور جو لوگ اس کے دامن سے وابستہ ہوں گے وہ اس برکت سے حصہ پائیں گے۔

چودھویں برکت جو خلافت سے حاصل ہوتی ہے وہ توحید کا قیام ہے۔ فرمایا

یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئاً

یعنے وہ میری عبادت کریں گے
اور میرے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ خلفاءِ راشدین بُت پرستی نہیں کریں گے صرف خدا کی عبادت کریں گے کیونکہ یہ کام تو عام مسلمان بھی کرتے ہیں کہ بتوں کی پرستش نہیں کرتے بلکہ صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ پس خلفاء کے متعلق اس مفہوم کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال ان کی کوئی تعریف یا خصوصیت نہیں ہو سکتی۔

دراصل اس کلمہ کا مفہوم بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔ وہ یہ کہ خلفاءِ راشدین کے دلوں میں اللہ تعالےٰ غیر معمولی دلیری اور جرأت پیدا کرے گا۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں کسی اور کا خوف نہیں ہو گا۔ ان کا توکّل اللہ تعالےٰ پر ہو گا اور ان کے تمام کاموں میں انہیں اللہ تعالےٰ کی رضاء اور خوشنودی ہی مدّنظر ہو گی۔ وہ جو کچھ کریں گے اس کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے کریں گے۔ اور اس راستہ میں

جو آفات اور ابتلاء انہیں پیش آئیں گے وہ ان کی پرواہ نہیں کریں گے۔

پس وہ توحیدِ حقیقی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ ان کے نمونہ کو دیکھ کر توحیدِ الٰہی کا استمداد کرتے ہیں، اس کا چرچا کرتے ہیں اور مضبوطی سے توحید پر قائم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ خود مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں کہ جو شخص (خلیفہ یا امام الزمان) صرف خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تمام دنیا بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ؎

دُنیا میں جھگڑے چلتے ہیں آفات کے طوفاں آتے ہیں
پر موتی والے ان چیزوں سے ڈرتے کبھی نہیں جاتے ہیں

پندرھویں برکت خلافتِ الٰہیہ کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی تبلیغِ رسالت) کا کام بطریقِ احسن ادا ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمانوں میں خلافت نہ ہو تو وہ کام ہاں نہایت ہی عظیم الشان کام جو نبی کے سپرد کیا جاتا ہے ادھورا رہ جائے۔ نبی تو درِ اصل تخم ریزی کے لئے آتے ہیں ورنہ ان کے مشن کی کامیابی اور غلبہ کا زمانہ ان کی خلافت کا زمانہ ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ
الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ

کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ ان کے اس دین کو جو اس نے خود ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ تقویت عطا فرمائے گا اور اس کے قدم جما دے گا۔

اس جملہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:۔

اوّل:۔ خلفاءِ راشدین کا دین وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ کوئی خلیفہ راشد اپنے متبوع نبی کے دین کو خراب کر سکتا ہے یا اس میں الحاد و فساد پیدا کر سکتا ہے تو اس کا یہ خیال فی ذاتہ غلط اور بے بنیاد ہے۔

دوم:۔ چونکہ متبوع نبی سے یہ وعدہ ہوتا ہے کہ اس کا مشن کامیاب ہوگا اور اس کی کامیابی کو کوئی روک نہیں سکتا اس لئے وہ لوگ جو اس کے خلفاء ہوں گے یہ وعدہ ان سے بھی تعلق رکھے گا اور خدا تعالیٰ ان خلفاء کے ذریعہ اس مشن کو ترقی دیتا چلا جائے گا یہاں تک کہ دنیا تسلیم کر لے کہ واقعی یہ مشن کامیاب ہو گیا۔

پس حقیقی اور احسن طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام خلافت سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی اس کام کو کماحقہ، سرانجام دے سکے اور پھر اس کا دعویٰ بھی ہو کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے سپرد کیا گیا ہے تو اس کے خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ رسولؐ ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اسی حقیقت کے مطابق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَنَهٰی عَنِ الْمُنْکَرِ
کَانَ خَلِیْفَةَ اللّٰهِ فِیْ
اَرْضِهٖ وَخَلِیْفَةَ رَسُوْلِهٖ
وَخَلِیْفَةَ کِتَابِهٖ"

(التفسیر الکبیر للرازی جلد ۳ صفحہ ۳۰)

یعنی جو شخص کامل طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر چکا ہو اور اسے بطریق احسن سرانجام دینے کی توفیق پا رہا ہو وہ زمین میں خلیفۃ اللہ، خلیفۃ الرسولؐ اور خلیفۃ الکتاب ہوگا"۔ وہ خلیفۃ اللہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اسے خلافت کے لئے منتخب فرمایا ہوگا، وہ خلیفۃ الرسول اس لئے ہوگا کہ جو مشن ایک رسول کے سپرد تھا اس کو کامیاب بنانے کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔

اسی طرح نبی تابع اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نبی کے منصب پر فائز فرمایا خود خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اور اس لئے کہ وہ اپنے متبوع نبی کا خلیفہ ہے۔ خلیفۃ الرسول بھی ہوتا ہے۔

پس خلیفہ راشد اور تابع نبی دونوں اپنے متبوع کے خلیفہ ہوتے ہیں لیکن خلیفہ راشد کو صرف خلافت و امامت کے درجہ پر فائز کیا جاتا ہے مگر تابع نبی کو خلافت کے علاوہ نبوت سے بھی سرفراز فرمایا جاتا ہے۔

الحاصل۔ خلافت خواہ جسمانی ہو یا روحانی دونوں ہی خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ گو خلافت روحانی بدرجہا افضل ہے اسی طرح بادشاہت دنیوی بھی نعمت ہے گو کسی مصلحت کی وجہ سے بعض دفعہ وہ کسی کافر اور ظالم کو بھی دی جاتی ہے۔

آخر میں

یہ بھی ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ جو برکاتِ خلافت میں نے اوپر بیان کی ہیں وہ ہم نے خود تمام کی تمام اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ ان تمام برکات کو واقعات سے ثابت کیا جائے اسلئے میں صرف یہیں تک اکتفاء کرتا ہوں۔ مبارک ہیں وہ جو خلافت سے وابستہ ہوں اور پھر ان برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق پائیں!!

سرزمینِ قادیان کا اوّلین دواخانہ
جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا
سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبّی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے
پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

حبِ مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ ۳۰ روپے

حبِ مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی ۲ روپے

شہزین
خرابی جگر کمزوری جسم اور اٹھرا کی دوا
قیمت ۲ ماہ خوراک ۶ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنے کی دوا قیمت ۳ روپے

قدیمی اوّلین شہرہ آفاق
حبِ اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

ہمارا اصول
• صاف ستھرے اجزاء • دیانتدارانہ دواسازی • عمدہ پیکنگ
• غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ اور
اس اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

حکیم نظام جان اینڈ سنز
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

زدجامِ عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۱۲ روپے

زرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

تریاقِ خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے

معین الصحت
تلی۔ بھس۔ خرابی جگر اور یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سُرمہ نُور رجسٹرڈ
جملہ امراضِ چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ ہمیشہ خریدتے وقت شفاخانہ رفیقِ حیات کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں۔ فی تولہ دو روپے۔
ربوہ میں تمام بڑے جنرل سٹورز۔
کوئٹہ میں حکیم محمد الدین صاحب شارع لیاقت اور عبدالرحمان خان صاحب طوغی روڈ
لائل پور میں کریم میڈیکل سٹور سے مل سکتا ہے

زدجامِ عشق
طاقت کا بہترین تحفہ
قیمت خوراک ایک ماہ
چودہ روپے

اکسیرِ حیات
اعضائے رئیسہ کی زائل شدہ طاقت کو بحال کرتا ہے۔
قیمت خوراک دو ہفتہ چھ روپے

سُرمہ نُور والوں کا
نُورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی کیلئے بہترین تحفہ۔
فی شیشی سوا روپیہ
ربوہ میں افضل برادرز گول بازار۔
کراچی میں سید غلام شاہ صاحب احمدیہ ہال
کوئٹہ میں حکیم محمد الدین صاحب شارع لیاقت
اور عبدالرحمان خان صاحب طوغی روڈ
سے خرید فرماویں۔

ادویات ملنے کا پتہ:۔ شفاخانہ رفیقِ حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

اب پ ت

آ - آم ، ب - بلّی ، ٹ - ٹوپی ......

بچّے کی توتلی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں

شادی کے بعد اولاد کی خواہش قدرتی امر ہے مگر بعض اوقات "اٹھرا" کا مرض اولاد کی نعمت سے محروم کر دیتا ہے - اس مرض کو دُور کرنے کے لئے ناصر دواخانہ رجسٹرڈ کی تیار کردہ زود اثر ، کامیاب اور مشہور دواء

حبوب مفید اٹھراء

جو مرض اٹھرا ، مُردہ بچے پیدا ہونا ، یا پیدا ہو کر مختلف امراض دست ، قے ، اسہال وغیرہ سے فوت ہو جانے ، لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہونے مگر لڑکے فوت ہو جانے کے لئے اکسیر علاج ہے - !

قیمت فی شیشی ———— پانچ روپے

مکمّل کورس ———— پندرہ روپے

ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ

کالی دوا

فولاد اور جڑی بوٹیوں کا مرکب جگر - پتہ اور تلی کی تمام امراض ، یرقان ضعف جگر - بھُس - بگڑی خون - ہاتھ پاؤں چہرہ پر سوجن اور چہرہ کی زردی وغیرہ کا خدا تعالیٰ کے فضل سے سَو فیصدی کامیاب اور مکمل علاج ہے۔

قیمت فی شیشی ، تولہ تین روپے -

دواخانہ رحمت ربوہ

نظر و دھوپ کی عینکوں کی مشہور دُکان

ممتاز آپٹیکل سروس

ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز

کچہری بازار لائلپور

ھوالشّافی

تریاق جگر: فولاد والا اعلیٰ مرکب جگر کی گرمی دُور کرنے اور دل ، دماغ اور معدہ و پیٹ کیلئے اکسیر ہے قیمت ۶۰ خوراک ۵ روپے

مفرّح قلبی: دل کی بیماریوں کے لئے بلڈ پریشر اور گھبراہٹ دُور کرنے کے لئے اعلیٰ دوا ہے - قیمت ۳۰ خوراک ۳ روپے -

روغن جڑی بوٹی: بواسیر کے مسّوں کو بغیر تکلیف کے خشک کرتا ہے - قیمت تولہ دو روپے -

٭ احمدیّہ دواخانہ ٭

متصل ٹی آئی پرائمری سکول ربوہ

حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد ہے کہ "امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور سَند مت دین بھی" (افسر امانت تحریک جدید)

روزانہ خط و کتابت کیلئے

نصرت رائٹنگ پیڈ

جن پر

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار درج ہیں خریدیں - نیز خود اپنے نام و پتہ کے لیٹر پیڈ حسب منشاء چھپوائیں - ہم حاضر ہیں +

مینیجر

نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ

یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

لاہور سے سرگودہا

سرگودہا سے گوجرانوالہ

کے سفر کے لئے یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس کی قابلِ اعتماد اور آرام دہ بسوں میں سفر کریں +

(جنرل مینیجر یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا)

تریاق سلیمانی

امراض معدہ کے لئے مجرب چورن

یہ چورن بدہضمی - درد شکم - تبخیر معدہ - سنفخہ - اسہال - قولنج - ہچکی - متلی - قے - بھوک نہ لگنا - قبض اور تبخیر معدہ کی وجہ سے اختلاج قلب میں مفید ہے - معدہ کو طاقت دے کر بھوک بڑھاتا اور غذا کو ہضم کر کے جزو بدن بننے میں مدد دیتا ہے

خوراک :- ایک ماشہ سے تین ماشہ تک عرق سونف یا پانی کے ساتھ دن میں تین چار مرتبہ استعمال کریں -

المنار دواخانہ ربوہ

نور کاجل

آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ

ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!

تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

حقیقی خوشی!

اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے سے انسان کو حقیقی خوشی اور راحت ہوتی ہے آپ "الفضل" ایسے خالص مذہبی اخبار کی اشاعت بڑھا کر بھی دین کی خدمت کر سکتے ہیں اور حقیقی خوشی اور راحت کے وارث بن سکتے ہیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

صحت کی ضامن شہرۂ آفاق

ادویہ کا مرکز

دواخانہ خدمت خلق ربوہ

بندوق۔ پستول۔ ریوالور و کارتوس وغیرہ ہر قسم خرید کرنے کے لئے قریشی محمود الحسن اسلحہ ڈیلر کچہری بازار سرگودھا

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ کے نئے ماڈل کے

چولہے

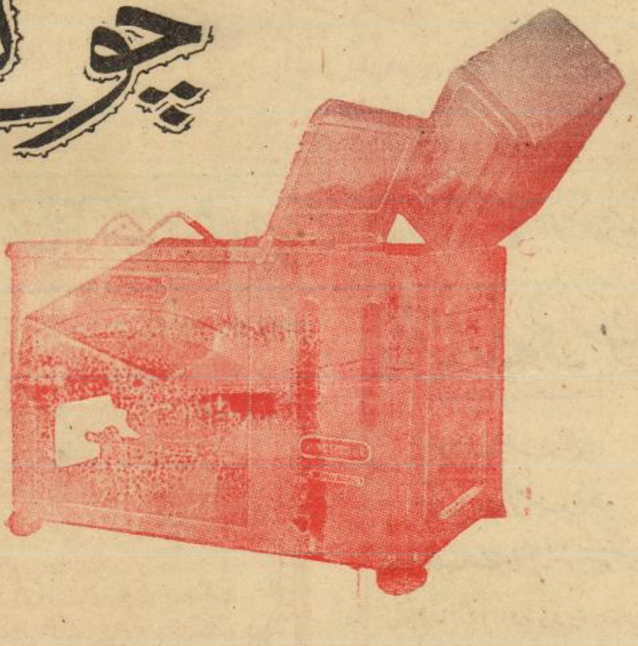

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت اور افراط حرارت دنیا بھر میں بیمثال ہیں—

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب فرماویں